

فہرست مضامین

صفحہ	مضامین	نمبر
۱	۱۔ والدین کے حقوق قرآن پاک کی رو سے	۱
۲	۲۔ والدین کے حقوق فرامین رسالت مآب کی روشنی میں	۲
۹	۳۔ ماں کی خدمت کا ایک واقعہ حضرت بایزید بسطامی	۹
۱	۴۔ باپ کی خدمت اور عہد فاروق اعظم	۱
۲	۵۔ باپ کا قاتل شہزادہ اور قدرت کی سزائیں	۲
۴	۶۔ ماں باپ اگر مسلمان نہیں بلکہ مشرک ہوں	۴
۱۵	۷۔ شہزادے سلیم دہانگیر کی باپ سے شرارتیں اور قدرتی سزائیں	۱۵
۱۷	(ا) قدرت کا پہلا طمانچہ	۱۷
۱۸	(ب) تقابل	۱۸
۱۸	(ج) خرم کی نافرمانیاں	۱۸
۱۹	(د) خرم باپ کو مزید ذہنی اذیت دیتا ہے	۱۹
۱۹	(ط) قدرت کا انتقام ترکی بہ ترکی	۱۹
۲۰	(ظ) باپ سے معروضہ معافی باپ کے شرائط و نامہ از تین سال خرم کی	۲۰
۲۱	بغادت کے اثرات و خرم کا شاہ ایران سے ربط	۲۱
۲۲	ی) محال جہانگیری پر قدرت کا آخری طمانچہ	۲۲
۲۲	۸۔ شہزادے خرم کے مظالم باپ سے بغادتیں اور قدرت کی سزائیں	۲۲
۲۹	۹۔ ادنگ زیب کا بھائیوں کے ساتھ ظالمانہ سلوک باپ سے	۲۹
۳۰	بغادت اور قدرت کی سزائیں و دیگر	۳۰
۳۸	۱۰۔ ادنگ زیب کا ایک اور پیادہ اور استغاثات کے جواب	۳۸
۳۸	۱۱۔ شہادت	۳۸
صفحہ آخر	۱۲۔ برادرانِ دینی سے ایک ضروری اپیل و التماس	صفحہ آخر

والدین کے حقوق

قرآن کی روش سے

(ان اشکری ولوالدیک (سورہ لقمان)

ترجمہ: (شکر کرو تم میرا اور اپنے والدین کا)

ماں باپ تمہارے رب ہائے صغیرہ یعنی چھوٹے رب ہیں۔ (قرآن)

اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود مت تجویز کر دینا تو بد حال بے یار و مددگار ہو کر بیٹھ رہے گا۔ اور تیرے رب نے حکم کر دیا ہے کہ بجز اس کے کسی کی عبادت مت کر دو اور تم اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن و سلوک کیا کرو اگر تیرے پاس اُن میں سے ایک یا دونوں کے دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں سو ان کو کبھی ہوں بھی مت کہنا اور نہ انکو جھڑکنا اور ان سے خوب ادب سے بات کرنا اور ان کے سامنے شفقت سے انکساری کے ساتھ جھکے رہنا۔ اور یوں دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار ان دونوں پر رحمت فرمائیے جیسا انہوں نے مجھ کو بچپن میں پالا پرورش کیا ہے۔ (پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل ۱۷-۲۷)

اور اگر اپنے رب کی طرف سے جس رزق کے آنے کی امید ہو اس کے انتظار میں تجھ کو ان (ماں باپ) سے پہلو تہی کرنا پڑے تو ان سے ترحمی کی بات کہہ دینا اور نہ تو اپنا ہاتھ گردن ہی سے باندھ لینا چاہیئے اور نہ بالکل ہی کھول دینا چاہیئے ورنہ الزام خوردہ و تہید ست ہو کر بیٹھ رہو گے بلاشبہ تیرا رب جس کو چاہتا ہے زیادہ رزق دیتا ہے اور وہی تنگی کر دیتا ہے بیشک وہ اپنے بندوں کو خوب جانتا ہے دیکھتا ہے (پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل ۱۷-۲۷)

اور وہ زمانہ یاد کر دو جب لیا ہم نے توحید میں قول و قرار بنی اسرائیل سے کہ کسی وقت عبادت مت کرنا کسی کی بجز اللہ تعالیٰ کے اور ماں باپ کی ابھی طرح خدمت گزاری کرنا

اور اہل قرابت کی بھی اور بے باپ کے بچوں کی بھی اور غریب محتاجوں کی بھی اور عام لوگوں سے بات اچھی طرح خوش خلقی سے کہنا اور پابندی رکھنا نماز کی اور ادا کرتے رہنا زکوٰۃ پھر تم قرض و قرار کر کے اس سے پھر گئے، بجز محدود دس چند کے اور تمہاری تو معمولی عادت ہے اقرار کر کے ہٹ جانا۔ (جز اول، سورہ بقرہ رکوع ۹)

لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کیا کریں آپ فرمادیجئے کہ جو کچھ مال تم کو صرف کرنا ہو سو مال باپ کا حق ہے اور قرابت داروں کا اور بے باپ کے بچوں کا اور محتاجوں کا اور مسافروں اور جیسا نیک کام کر دو گے سوائے تعالیٰ کو اس کی خوب خبر ہے (وہ اس پر ثواب دیں گے) (جز دثانی، سورہ بقرہ رکوع ۲۵)

کسی شخص کو حکم نہیں دیا جاتا مگر اس کی برداشت کے موافق کسی ماں کو تکلیف نہ پہنچانا چاہیئے اس کے بچہ کی دجہ سے اور نہ کسی باپ کو تکلیف دینی چاہیئے اس کے بچہ کی دجہ سے اور مثل طریق مذکور کے اس کے ذمہ ہے جو وارث ہے (جز دثانی، سورہ بقرہ رکوع ۲۹)

اور مائیں اپنے بچوں کو دو سال کامل دودھ پلایا کریں یہ مدت اس کے لئے ہے جو کوئی شیر خوارگی کی تکمیل کرنا چاہے اور جس کا بچہ ہے یعنی بالوں کے ذمہ ہے ان مائوں کا کھانا اور پکڑا قاعدہ کے موافق۔ (جز دثانی، سورہ بقرہ رکوع ۲۹)

اپنے ماں باپ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور قرابت دار پڑوسیوں اور اجنبی پڑوسیوں اور پاس کے بیٹھنے والوں اور مسافروں اور اپنے لونڈی غلاموں کے ساتھ نیک سلوک کرتے رہو۔ (البقرہ)

والدین کے حقوق

فرامین رسالت مآبؐ کی روشنی میں

Acc

ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک : ۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا۔ خاک آدر، خاک آدر، خاک آدر۔ اور ہر کسے

عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کس شخص کی بابت ہے فرمایا جس نے بوڑھے ماں باپ پائے اور پھر جنت حاصل کرنے میں کوتاہی کی۔ (بخاری و مسلم شریف)

۲۔ ہلاک ہو جائے وہ شخص جس نے کعب بن عجرہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ منبر کے قریب ہو جاؤ ہم لوگ حاضر ہو گئے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر کے پہلے درجہ پر قدم مبارک رکھا تو فرمایا آمین جب دوسرے پر قدم رکھا تو پھر فرمایا آمین جب تیسرے پر قدم رکھا تو پھر فرمایا آمین۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ سے فارغ ہو کر نیچے اترے تو ہم نے عرض کی کہ ہم نے آج آپ (منبر پر چڑھتے ہوئے) ایسی بات سنی جو پہلے کبھی نہیں سنی تھی حضور نے ارشاد فرمایا اس وقت جبرئیل علیہ السلام میرے سامنے آئے تھے جب پہلے درجہ پر میں نے قدم رکھا تو انہوں نے ہا کہ ہلاک ہو جائے وہ شخص جس نے رمضان کا مبارک مہینہ پایا پھر اس کی مغفرت نہ ہوئی۔ میں نے کہا آمین۔ پھر جب دوسرے درجہ پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا ہلاک ہو جائے وہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکر مبارک ہو اور وہ درود نہ بھیجے میں نے کہا آمین۔ جب میں تیسرے درجہ پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا ہلاک ہو جائے وہ شخص جس کے سامنے اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پہنچ جائیں اور وہ اس کو جنت میں داخل نہ کرائیں۔ میں نے کہا آمین۔ (یعنی وہ شخص ماں باپ کی خدمت سے محروم رہے)۔

اس حدیث میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے تین بددعائیں دی ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تینوں پر آمین فرمائی، "اول تو جبرئیل علیہ السلام جیسے مقرب زشتہ کی بددعا ہی کیا کم تھی اور پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی آمین نے تو جتنی سخت بددعا بنادی وہ ظاہر ہے۔

۳۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت ابوبکرؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "جو شخص اپنے باپ کے سوا دوسرے کی طرف اپنے کو منسوب کرے اور وہ اس حقیقت سے واقف ہو کہ وہ اس کا باپ نہیں ہے تو اس پر جنت حرام ہے۔ (بخاری و مسلم)

۴۔ حضرت ابوبکرؓ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنے باپوں سے اعراض نہ کرو (یعنی) ان کے نسب سے اپنے آپ کو بیگانہ نہ بناؤ اس لئے کہ جس

شخص نے اپنے باپ کے نسب سے اعراض کیا اس نے نگرانِ نعمت کیا۔ (بخاری مسلم)

۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا آقاؐ نے نامدار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ رسوا ہو، رسوا ہو جس نے اپنے والدین کو، دونوں کو، یا کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور پھر ان کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہوا۔ (مسلم)

۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم نے روایت کی کہ ایک عورت تھی جسے میں پسند کرتا تھا لیکن میرے باپ (حضرت عمرؓ) اسے ناپسند کرتے تھے تو انہوں نے مجھ سے کہا اسے طلاق دے دو میں نے انکار کیا وہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ بیان کیا اس پر حضورؐ نے مجھے حکم دیا کہ اس کو طلاق دے دو۔ (ترمذی)

۷۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ایک شخص نے حضورؐ پر نور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ صلعم ماں باپ کا اپنی اولاد پر کیا حق ہے حضورؐ نے جواباً فرمایا حق۔؟ دہی تیری جنت اور دوزخ ہیں (ابن ماجہ)

۸۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کبیرہ گناہ خدا کا شریک ٹھہرانا والدین کی نافرمانی کرنا، کسی کی جان لینا جھوٹی قسم کھانا ہیں۔ (بخاری)

۹۔ حضرت عبد الرحمن بن ابی بکرؓ، حضورؐ پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کیا میں تمہیں کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ بتاؤں؟ ہم نے کہا ہاں یا رسول اللہ صلعم، حضورؐ نے فرمایا خدا کا شریک ٹھہرانا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ (بخاری)

۱۰۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی، میں نے حضورؐ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، خدا کے نزدیک کون سا کام زیادہ پسندیدہ ہے حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ دقت پر نماز ادا کرنی۔ میں نے پوچھا پھر کون سا کام؟ آپؐ نے جواب دیا والدین کے ساتھ بھلائی کرنا۔ (نسائی)

۱۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ ایک شخص حضورؐ پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہؐ میرے اچھے سلوک کا کون زیادہ مستحق ہے۔ آپؐ نے جواب دیا تمہاری ماں، اس نے پھر پوچھا کون؟ آپؐ نے جواب دیا تمہاری ماں، اس نے پوچھا پھر کون؟ آپؐ نے جواب دیا تمہارا باپ (بخاری)

اس حدیث اور اسی قسم کے دوسرے احادیث سے والد کے حقوق سے والدہ کے

حقوق کی زیادتی ثابت ہوتی ہے۔

۱۲۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے (مسلم)

ماں کی فہرمانبرداری و خدمت جنت کا قریب ترین راستہ ہے۔

۱۳۔ حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
”خدا نے ماؤں کی نافرمانی تم پر حرام کر دی ہے۔ (بخاری)

۱۴۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ باپ کی دعا بیٹے کے حق میں ایسی ہے جیسے نبی کی دعا امت کے حق میں (ترمذی)

۱۵۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلع نے فرمایا تین شخصیتوں کی دعا مستجاب ہے ایک باپ کی دعا بیٹے کے حق میں۔ دوسرے مظلوم کی تیسرے مسافر کی۔ (ابوداؤد)

۱۶۔ حضرت معادیہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی۔ میرے والد جابرؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور کہا یا رسول اللہ میرا ارادہ جہاد کرنے کا ہے میں آپ سے مشورہ کرنے آیا ہوں حضورؐ نے پوچھا تمہاری ماں ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں حضورؐ نے فرمایا اسے نہ بھڑو کیونکہ جنت اسی کے قدموں میں ہے۔ (نسائی)

۱۷۔ حضرت ابوہریرہؓ۔ فرمایا رسول اللہؐ نے کہ بیٹا اپنے باپ کے احسان کا بدلہ ہرگز نہیں اتار سکتا، بجز اس صورت کے کہ اس کو غلامی کی حالت میں پائے اور پھر اسے خرید کر آزاد کر دے (مسلم)

۱۸۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا باپ کی بہ نسبت ماں کا دوگنا حق ادا کر د (ابن مہ) باپ کے مقابلہ میں ماں کا دوگنا حق کی مستحق اس لئے ہے کہ بچہ کی پیدائش رضعت (یعنی دودھ پلانا) اور تمہاری نشوونما و تربیت میں ماں کا اہم ترین حصہ رہا ہے۔

۱۹۔ حضرت سید بن العاصؓ نے فرمایا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اچھی تہذیب سے زیادہ ایک باپ کا اپنی اولاد کے لئے کوئی عطیہ نہیں ہے۔ (ترمذی)

۲۰۔ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے، میری ماں مشرک ہونے کی میں قریش سے مصالحت کے زمانہ میں میرے پاس آئی میں نے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم عرض کیا یا رسول اللہ میری ماں میرے پاس آئی ہے اور وہ اسلام سے سبزار ہے کیا میں اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کروں۔ حضور نے جواب دیا ہاں، اچھا برتاؤ کرو۔ (بخاری)

۲۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم نے روایت کی۔ ایک شخص حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے پاس مال بھی ہے اور اولاد بھی اور باپ میرے مال کا محتاج ہے تو میں اپنی اولاد پر خرچ کروں یا باپ کو دوں؟

حضورؐ نے فرمایا تم اور تمہارا مال دونوں تمہارے باپ کے ہیں.... اے لوگو تمہاری اولاد تمہاری پاکیزہ ترین کھائی ہے لہذا تم اپنے اولاد کی کھائی کھاؤ۔ (ابوداؤد)

۲۲۔ حضرت ابوداؤد نے روایت کی۔ میں نے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ باپ بہشت کا صدر دروازہ ہے اب تو چاہے اس دروازہ کی حفاظت کر اور چاہے کھو دے (ابن ماجہ)

۲۳۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو بیوہ کہ ماں باپ کی طرف رحمت و شفقت کی نظر سے دیکھے تو اس کے حساب میں ہر نظر کے بدلے مقبول حج کا ثواب ملتا ہے صحابہؓ نے عرض کیا اگرچہ دن میں ۱۰۰ مرتبہ دیکھے، حضورؐ نے فرمایا بہت بڑا اور بہت پاکیزہ ہے۔ (بیہقی)

۲۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا تم نہ تو اپنے باپوں کی قسم کھاؤ اور نہ ماؤں کی تم (صرف) خدا کی قسم کھاؤ جب تک تم سچے ہو۔ (ابو داؤد)

۲۵۔ حضرت ابودرداءؓ باعث تخلیق عالم حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہیں قیامت کے دن تمہارے باپ داداؤں کے نام سے پکارا جائے گا لہذا تم اپنے نام اچھے رکھو۔ (ابوداؤد)

۲۶۔ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "باپ کی خوشی میں اللہ تعالیٰ کی خوشی ہے (ترمذی)۔ (خوش قسمت ہیں وہ باپ کے فرمانبردار ہیں، باپ کی خوشنود عین سعادت مندی ہے حضورؐ کے ارشاد کے یہ معنی ہوئے کہ باپ ناراض تو خدا بھی ناراض ہو سکتا ہے۔)

۲۷۔ اسماء بنت ابوبکر صدیقہؓ کی والدہ ابھی تک ایمان نہیں لائی تھیں۔ وہ اپنی بیٹی اسماءؓ کے گھر تحائف لئے ملنے آئی۔ حضرت اسماءؓ راسخ العقیدہ تھیں اور مشرکین سے نفرت رکھتی تھیں انہوں نے نہ تحائف قبول کئے نہ ماں کو اپنے گھر میں رہنے دیا بلکہ زوری ام المومنین حضرت عائشہؓ یعنی اپنی سوتیلی بہن کے پاس کہلا بھیجا کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم سے اس سلسلہ میں ہدایت لیکر مطلع کر کے اللہ اور اس کے رسولؐ کو سکایا تم حکم ہے رسول مقبولؐ نے فرمایا: تجھے قبول کر لو اور اپنے ہاں رکھ کر زانیہ بھان نوازی انجام دو۔

نوٹ: اس سے ظاہر ہوا کہ ماں باپ مشرک بھی ہو تو حقوق کی ادائیگی لازم ہے اور دامن کشی کی ہرگز اجازت نہیں جب تک کہ وہ مذہب سے ہٹنے کی ترغیب نہ دیں اسی صورت میں صرف یہی ایک حکم ناقابل قبول ہے دیگر زانیہ والدین کی تکمیل ضروری دلائل سے ہے۔

۲۸۔ فرمایا آقائے نامدار صلعم نے باری تعالیٰ سوائے شرک کے تمام گناہوں کو جس قدر چاہیں معاف کر دیتے ہیں لیکن والدین کی نافرمانی کا گناہ وہ گناہ ہے کہ مرنے سے قبل ہی اس کا مواخذہ کر لیا جاتا ہے اور بعد از مرگ بھی۔ (حاکم)

۲۹۔ روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور رسالتؐ میں عرض کیا۔ اے اللہ کے برحق پیغمبر! میں نماز پڑھتا ہوں اور زکوٰۃ کی ادائیگی بھی کرتا ہوں مجھے کس اجر کی توقع رکھنی چاہیئے۔ فرمایا آقائے دو جہاں صلعم نے کہ روز قیامت تو نبیوں صدیقیوں اور شہیدوں کے ساتھ رہے گا بشرطیکہ تو ماں باپ کا نافرمان بیٹا نہ ہو۔ (نسائی بزاز)

۳۰۔ فرمایا رسول مقبولؐ نے ماں باپ کی نافرمانی کرنے سے اولاد کا فرض قبول ہوتا ہے اور نہ نقل۔ (حاکم)

۳۱۔ فرمایا سرور کائناتؐ نے سب بزرگناہ اللہ کے ساتھ مشرک اور ماں باپ کی نافرمانی ہے۔ (نسائی بزاز)

۳۲۔ ماں باپ کے نافرمان کو جہنم نصیب ہے ہوگی اسی طرح زلوٹ یعنی وہ عورت جو مردوں کی طرح وضع اختیار کرتی ہے۔ (نسائی بزاز)

۳۳۔ علقمہ نامی ایک شخص نماز روزہ کا بہت پابند تھا۔ یکایک بیمار ہوا وقت آخر آپؐ پر نچا تلقین کیا جا رہی تھی کلمہ شہادت زبان سے جاری ہی نہ ہوتا تھا۔ رسول خداؐ کی بارگاہ میں اطلاع دی گئی فرمایا کیا اس کے والدین بعید حیات ہیں۔ عرض کیا اس کی والدہ زندہ ہے۔

بلوایا، بڑھیا نے عرض کیا اپنی بیوی کے مقابلہ میں میری نافرمانی کو اس نے شیوہ زندگی بنا لیا ہے حکم رحمت اللعالمین ہوا کہ لکڑیاں جمع کر دو اور علقمہ کو جلا دو۔ ماں پریشان ہوئی اور معاف کر دیا اور علقمہ کی زبان سے کلمہ جاری ہوا اور ایمان پر جان دی۔ (احمد - طبرانی)

۳۴۔ فرمایا رسول مقبول صلعم نے تم اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو تمہاری اولاد تم سے حسن سلوک کرے گی۔

۳۵۔ فرمایا آقائے نامدار نے تین گناہ ایسے ہیں کہ ان کے ساتھ کوئی نیکی فائدہ نہیں دیتی ایک شرک دوسرے والدین کی حق تلفی تیسرے میدانِ قتال فی سبیل اللہ سے فرار۔

۳۶۔ فرمایا حضور الز صلعم نے بڑے گناہوں میں سب سے بڑا گناہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا۔ حق نفس - والدین کی نافرمانی اور جھوٹ بولنا ہے۔

۳۷۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رحمتِ عالم کا فرمان ہے تین باتیں جس شخص میں ہوں گی خدا تعالیٰ اس پر اپنا ہاتھ رکھے گا اور اس کو بہشت میں داخل کرے گا۔ (۱) کمزور پر زنی کرنا۔ (۲) ماں باپ پر شفقت کرنا (۳) غلام پر احسان کرنا (ترمذی)

۳۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے جہاد اور ہجرت دونوں کی اجازت طلب کی تھی۔ لیکن ماں باپ دونوں زندہ تھے۔ ارشاد فرمایا "جا انہیں سے جا کر اچھا برتاؤ کر"۔ (مسلم)

۳۹۔ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے ماں باپ مر جائیں وہ شخص ہر جمعہ اپنے ماں باپ کے قبروں پر جلے تو اس کے گناہ نیکیوں میں بدل جاتے ہیں۔

۴۰۔ ایک شخص نے یہ عہد رسالت مآب منت مانگی کہ میرا یہ کام ہو جائے تو میں جنت کی دہیز کو بوسہ دوں گا۔ اس کا کام بفضلِ خدا ہو گیا وہ دربار رسالت مآب صلعم میں حاضر ہوا اور عرض کی اے اللہ کے نبی! میں نے ایسی منت تو کی ہے اب اس کو پورا کیسے کروں؟ اللہ کے رسول کا ارشاد ہوا۔ اے شخص! جا اپنی ماں کے قدموں کا اور اپنے باپ کی پیشانی کا بوسہ لے لے تری منت کی تکمیل ہو جائے گی۔

نوٹ: صاف ظاہر ہے کہ اہل ایمان کے لئے جنت میں داخلہ ماں باپ کی خوشنودی پر منحصر ہے اور ماں باپ کی اطاعت سر تا پا جنت کی خامن ہے یعنی ان فرامینِ مبارک پر ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے اور باپ جنت کا دروازہ ہے آقائے نامدار

کی اس شخص کو منت کی تکمیل کرنے کی ہدایت سے مزید روشنی پڑتی ہے۔

خلاصہ: والدین کے حقوق: اولاد کے ذمہ والدین کے حقوق یہ ہیں (۱) والدین کو ایسا نہ پہنچائے اگرچہ ان کی طرف سے کچھ زیادتی ہی ہو (۲) قرآن و نعلان کی تعظیم کرے (۳) مشرور امور میں ان کی اطاعت کرے (۴) اگر ان کو مال کی حاجت ہو تو ان کی خدمت کرے۔ ماں باپ کے انتقال کے بعد اولاد کے ذمہ ان کے یہ حقوق ہیں (۱) ان کے لئے دعائے مغفرت و رحمت کرتا رہے۔ (۲) فاضل و صدقات کا مالیہ ثواب انہیں پہنچاتا رہے (۳) ان کے ملنے والوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آئے (۴) ان کے ذمہ جو قرض ہو ادا کرے۔ (۵) گاہ گاہ ان کے قبر کی زیارت کرے۔

اب ماں اور باپ کے تعلق سے بزرگوار دین اور صحابی رسولؐ کی دو مثالیں پیش ہیں اور تاریخی واقعات بھی پیش ہیں جو پکار پکار کر اعلان کر رہے ہیں کہ قرآن سچا ہے اور فرین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم۔

ماں کی خدمت کا ایک واقعہ حضرت بایزید بسطامیؒ

کون ہے جو حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے مراتب اعلیٰ سے ناواقف ہے مگر کہی آپ نے یہ بھی سوچا کہ آپ کو یہ مقام اعلیٰ حاصل کیسے ہوا؟ ایک سردی کی رات تھی ماں نے آپ سے پانی طلب کیا۔ آپ نے پانی کے برتن کو دیکھا خالی پایا۔ گھر میں پانی نہ پا کر آپ گھڑا لیکر بجلیت ممکنہ دیا پہنچے اور تیز تیز قدم بڑھا تے گھر پانی لئے لوٹے۔ تو دیکھا کہ ماں کی آنکھ لگ گئی ہے اور خوب محو خواب ہے۔ شدت کی سردی کی رات تھی۔ اور آپ آنکھ لئے کھڑے رہے گھنٹوں گزر گئے جب ماں کی آنکھ کھلی بیٹے کو اس قدر سردی میں اس طرح آنکھ لئے کھڑے کیپکپاتے دیکھا تو پوچھا ”تم نے آنکھ لئے کیوں نہیں رکھ دیا؟ صاحب نصیب خوش قسمت بیٹے کے الفاظ تھے ”اے میری پیاری ماں! میں نے سوچا کہ نہ جانے آپ کب بیدار ہوں اس دقت تک میں سو نہ جاؤں بیٹے کے یہ طرز عمل اور پھر الفاظ کے سننے ہی ماں بے قابو ہو گئی اور آنکھوں میں آنسو آگئے ہاتھ خود بخود اٹھ گئے اور نصف شب کو ماں بیٹے کے لئے بارگاہ ایتردی میں مصروف دعا ہو گئی۔

آپ نے ان دعاؤں کا اثر دیکھ لیا، کیا ہوا۔ فرید الدین عطار کے تذکرہ اللادیا ملاحظہ فرمائیے تو پتہ چلے گا کہ مدرسہ میں بایزیدؒ قرآن پاک کے سواہ لقمان کا استاد سے سبق لے رہے

میں استاد جب اس آیت "ان اشکری و لوالدیہ" کا مطلب سمجھانے لگے تو نے استاد سے اپنے گھر جانے کی اجازت چاہی تاکہ ماں سے کچھ عرض کر سکوں۔ اجازت آپ دربار مادری میں حاضر ہو کر باادب معروضہ کیا۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں اپنے آپ کی خدمت کرنے کا حکم فرماتے ہیں اور والدین کی بھی۔ میں اس قدر کمزور ہوں کہ دو آقاؤں کی خدمت سے ہو نہیں سکتی۔ آپکا ارشاد گرامی ہو تو آپ ہی کی خدمت میں مصروف رہتا ہوں یا اگر آپ اپنا حق معاف فرماتی ہیں تو اللہ پاک کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیتا ہوں۔ نے بیٹے کا مطلب اور جذبات سمجھ لئے۔ کہا بیٹا میں نے اپنے حقوق معاف کر دیئے اب بالکلیہ اللہ کی اطاعت میں اپنے آپ کو منہمک کر دو۔

اجازت ملنے کی دیر تھی کہ بایزیدؒ نے گھر سے نکل کر جنگل کی راہ لی اور نیس سال تک جنگل پھر کرسخت سے سخت ریاضتیں فرمائیں اور ایسے ناقابل بیان مجاہدوں میں مصروف ہو کر عقل و نگ رہ جائے اس نوبت پر آپ کو ندا آئی کہ مدینہ منورہ میں حاضر ہو جاؤ۔ آپ مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔ دربار رسالت سے حکم ملا۔ وطن جاؤ اور ماں کی خدمت مصروف ہو جاؤ۔

تعمیل حکم میں بایزیدؒ وطن لوٹ آئے۔ نصف رات تھی۔ اندھیرے اور سناتے عالم تھا جب آپ نے گھر کے دروازے میں قدم رکھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ضعیف ماں اتنی راہ و ضر میں مصروف ہے اور زباں پر دعا جاری ہے کہ اے میرے پروردگار میرے پردیسی کی حفاظت کیجیو اور نیک راہ پر چلائو اور آپ کی اور رسولؐ پاک کی نظر عنایت سے محمدؐ آپ کبھی نہ فرمائیو۔ بایزیدؒ کے آنکھوں سے آنسوؤں کی جھری رواں ہو گئی اور قدموں پر گر عرض کی آپ کے پردیسی کو مواتِ حمانے کے حکم کے ساتھ آپ کی خدمت میں واپس کر دیا۔ سالخوردہ ماں نے بیٹے کی آواز سنی اور ان بے نور آنکھوں سے بیٹے کو دیکھنے کی زنجیر کی روتے روتے بے نور ہو گئیں تھیں اور مجسم مانا نے عالم بے ثوری اور بے چینی میں بیٹے کو اپنی آ مادری میں لیکر پیشانی پر بوسے دینے شروع کئے۔

بایزیدؒ ببطانی جب حسب احکم دربار رسالتؐ گھر پہنچکر ماں کی خدمت میں مصروف ہو گئے ہمیشہ فرماتے کہ جس نعمت کی جستجو و تلاش میں میں جنگل جنگل بھر اجماع ہرے اور ریاضتیں کیں جسکی جیسے تلاش تھی تو مجھے رسولؐ پاک کا احسان ہے کہ اپنے ماں کی خدمت اور قدموں میں ملی۔

باپ کی خدمت اور عہد فاروق اعظمؓ

حضرت عمر فاروقؓ کا دور حکومت ہے، فتوحات اسلامی اور جہاد کا جذبہ ہر مسلمان کے دل میں موجزن ہے۔ کلاب ثانی ایک شخص بھی وطن سے دور مصروف جہاد ہے۔ کلاب کے ضعیف باپ کو اپنے بیٹے کی یاد بے چین کرتی ہے جس کا اظہار وہ امیر المومنین فاروق اعظمؓ کے سامنے کرتے ہیں۔ آپ ضعیف باپ کی بے چینی دیکھ کر متاثر ہو جاتے ہیں اور سپہ سالار کے نام فرمان فاروقؓ جاتا ہے کہ کلاب کو جہالت مکنتہ دربار خلافت روادہ کر دیا جائے۔ اس غیر معمولی حکم پر کلاب عالم تشویش میں بجمالت مکنتہ حاضر دربار امیر المومنین ہو جاتا ہے۔

کلاب کو نہ دیکھتے ہی فاروق اعظمؓ کا سوال ہوتا ہے ”آخر تمہارا کیا سلوک اور خدمت تمہارے باپ کے ساتھ رہی ہے کہ تمہارا ضعیف باپ تمہارے لئے اس قدر بے چین بے تاب ہے۔“ کلاب عرض کرتا ہے۔ ”یا امیر المومنین میں اس اونٹنی کو جو سب سے زیادہ دودھ دیتی۔ چراگاہ سے منگوا تا اور پھر دودھ دوہنے سے قبل اس کے حقن کو میں خود اپنے ہاتھوں سے دھوتا۔ چونکہ میں اپنے والد محترم کی طبیعت کی نفاست سے واقف تھا پھر اس طرح دودھ دھو کر تازہ دودھ اپنے والد ماجد کو پلا کر پاتا تھا۔ ان کے دودھ پینے تک میں باادب کھڑا رہتا جب ان کی زبان سے میرے لئے دعا نکلتی۔ میں شکر خداوندی بجا لا کر ان سے رخصت ہوتا۔“

حکم امیر المومنین ہوا ”اے کلاب تم نے جس طرح بیان کیا ہے یہ عمل میرے سامنے کر کے دکھاؤ، کلاب نے تعمیل حکم میں اپنے چراگاہ سے اونٹنی منگوائی اور اسی طرح دودھ دھو کر حضرت فاروقؓ کی خدمت میں پیش کیا اب خلیفہ وقت خود دودھ لئے کلاب کے ضعیف باپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دودھ پیش کیا۔ ضعیف باپ نے کپکپاتے ہاتھ سے دودھ لیا اور منہ کو لگایا پھر ہٹایا پھر لگایا بار بار سو گھٹے اور یہ کہتے کہ اس دودھ میں تو میرے محبوب بیٹے کے ہاتھوں کی خوشبو پارہا ہوں۔ یہ الفاظ سنتے ہی امیر المومنین کے آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور کلاب کو جو پیچھے چھپا رکھا تھا۔ اس ضعیف باپ کے سامنے پیش کر کے کلاب فرمایا۔ ”اے خوش نصیب کلاب تجھے جنت مبارک ہو۔ تیرا جہاد اس ضعیف باپ کی خدمت ہے۔“

باپ کا قاتل شہزادہ اور قدرت کی سزائیں

نام محمد تلی اور قطب الملک محمود شاہ بہمنی کا عطا کیا ہوا خطاب ہے۔ یہی سلطان محمد تلی قطب شاہ کے نام سے باقی سلطنت کو لکھتا ہے۔ بہمنی سلطنت کے کمزور ہو جانے کے بعد جب پانچ صوبہ داران سلطنت بہمنیہ نے اعلان خود مختاری کر کے ہر صوبہ کو ایک سلطنت کی صورت دیدی۔ سلطان تلی قطب شاہ نے اس سلسلے میں جلدی نہ کی۔ آخری وقت تک کمزور بادشاہ محمود شاہ بہمنی کا ونا دار رہا۔ مگر جب دیکھا کہ بہمنی سلطنت کے پایہ تخت تک بادشاہ کا اثر باقی نہیں رہا تو کوترالی شہر کے ہاتھوں شاہ شطرنج بنا ہوا ہے تو سب کے آخر ۱۵۸۸ء میں آخر سلطان محمد قطب شاہ نے اعلان خود مختاری کیا مگر پھر بھی پوشیدہ طور پر محمود شاہ بہمنی کو مالی امداد جاری رکھی پوشیدہ اس لئے کہ اس رقوم پر بھی کوترالی شہر برید شاہ جو دراصل بیدر کا بادشاہ بنا ہوا تھا قبضہ نہ کرے تلی قطب شاہ بڑا مہنتی جفاکش میدان جنگ کا ماہر ہی نہیں بلکہ عبادت گزار بھی تھا۔ تلی قطب شاہ کا بڑا بیٹا حیدر خان مرچکا تھا۔ دوسرا جمشید خان اب سب سے بڑا تھا۔ مگر یہ نہایت ہی مرموز آزار عیاش ناخلف عوام اور رعایا کے لئے پریشان کن تھا جب جمشید کی بدکاریاں بام عروج پر پہنچ گئیں امن و امان اور اکثر کی جانوں کا خطرہ نظر آیا تو باپ نے مجبوراً جمشید کو قلعہ کے ایک حصہ میں نظر بند رکھا اور تیسرے بیٹے قطب الدین کو ولیعہد مقرر کیا۔ جمشید نے نظر بندی اور قید میں بھی وہی شیطانی فطرت اور ناہنجاری نہ چھوڑی۔ قلعہ دار گولکنڈہ میر محمود ہمدانی کو لالچ دے کر اپنے حال فریب میں پھنایا۔ اس ننگ ام محمود ہمدانی نے ۲ جمادی الثانی ۹۵۰ ہجری کو جبکہ یہ نوے (۹۰) سالہ بادشاہ مسجد میں مصروف نماز تھا۔ حالت نماز میں بادشاہ پر تلوار سے متواتر کھانا تہہ کہ (۲۳) دار کئے۔ اس طرح بادشاہ کو قتل کرنے کے بعد محمود ہمدانی جمشید کے پاس گیا۔ جمشید مارے خوشی کے اس سے بغل گیر ہو گیا۔ وقت جمشید کی عمر ۶۰ سال کی تھی اب جمشید اور محمود ہمدانی اپنے ہمراہ آدمیوں کو لئے لی عہد قطب الدین کے محل میں داخل ہوئے انکی آنکھیں نکال دی اس کو اندھا کرنے کے بعد اسی وقت جمشید محمود ہمدانی کی سرپرستی میں تخت نشین ہو گیا۔ کس قدر مقام انوس ہے کہ شاہانِ دکن نے بجائے انوس ظاہر کرنے کے انکو تہنیت نامے روانہ کئے۔ اب جمشید اپنے جھوٹے بھائی ابراہیم جو قلعہ دیورگندہ کا حاکم تھا کے لئے احکام گرفتاری جاری کئے۔ ابراہیم نے جان بچا کر تاسم برید پھر دجیانگر کے راجہ کے پاس جا کر پناہ لی۔ یہی وہ ابراہیم ہے جو

جمشید کے بعد ابراہیم قطب شاہ کے نام سے کوئی کندہ کے نائیک دائیروں کی مدد سے قلعہ گوکنڈہ میں داخل ہوا۔ امراء سلطنت رعایا نے اس کا پر جوش شاندار استقبال کیا۔ اس نے اپنے بھائی جمشید کے مظالم اور غلط کاریوں کی مکمل تلافی کی۔ یہی ابراہیم قطب شاہ ہے جو بانی حیدرآباد محمد قلی قطب شاہ کا باپ ہے۔

بعد قتل باپ جمشید کا زمانہ | جمشید نے باپ کے قتل کے بعد سات سال حکومت کی۔ اس کا پورا زمانہ پریشانیوں

جنگ و سخت گیریوں میں گزرا۔ خدا کی مہربانی سے اس کے شال حال رہی وہی بادشاہ جنہوں نے جمشید کے باپ کو قتل کر کے تخت پر بیٹھنے پر اس کو تہنیت نامے روانہ کئے تھے ان سب سے جمشید برسرِ پیکار رہا۔ ابراہیم عادل شاہ دلی بیجا پور سے بھی جنگ کر بیٹھا۔ اور اس جنگ میں جمشید نے اپنی بہادری کے وہ جوہر دکھائے کہ ابراہیم عادل شاہ دلی بیجا پور شکست کھا کر بھاگا۔ اور جمشید نے اس کا تمام سامان لوٹ لیا۔ اب ابراہیم عادل شاہ نے پھر سپاہ اور قوت فراہم کی۔ اور اسدخان کو لیکر جمشید کے علاقہ میں قلعہ کالنی آیا اور اس پر قبضہ کر کے اسکو تباہ ویرباد کر ڈالا پھر اینگر کی جانب پیش قدمی کی۔

باپ کے قاتل کو قدرت کی سزائیں | جمشید جو مقابلہ کو نکلا تھا اسدخان کی جمشید پر ایسی دھاک تھی کہ وہ

اس سے مقابلہ کرنے کی ہمت اپنے میں نہ پا کر قلعہ گوکنڈہ کی طرف بھاگ نکلا کہ قلعہ بند ہو کر مقابلہ کرے مگر اسدخان نے بڑی تیزی سے اس کا تعاقب کیا اور راستہ میں جا ملایا۔ گھمان کی جنگیں ہوئی اتفاقاً یہ عجیب اتفاق ہوا کہ بغیر ایک دوسرے کو پہچانے اسدخان اور جمشید ایک دوسرے سے ٹکرائے تھے کہتے ہیں کہ تلواروں کے گیارہ وار آپس میں چلے۔ جمشید کے منہ پر اسدخان نے تلوار کا ایک ایسا دار کیا کہ جمشید جان بچا کر بھاگ تو نکلا لیکن تاحیات اس زخم کے منبجہ ہو جانے کے بعد بھی اسکو کھانے پینے میں تکلیف رہی اور چہرہ تو بالکل بد نما اور ڈراؤنا سا ہو گیا۔ پھر سیدر کے بادشاہ علی برید نے ۹۵۱ھ میں جمشید پر حملہ کیا آخر صلح کرنے پر جمشید مجبور ہوا۔ بہر حال اس کی رست سالہ زندگی بادشاہت ایک عذاب کی تفصیل رہی۔ آخر قدرت کی آخری مار اس پر ایسی پڑی کہ (۶۷) سال کی عمر میں عیش و عشرت میں دُوب گیا۔ چوبیس گئے شراب کے نشے میں مخمور رہنے لگا۔ آخر مرضی سلطان میں مبتلا ہوا۔ پھر دق ہو گئی۔ دیکھئے صفحہ ۳۷ دربار آصف تاریخ گوکنڈہ

صورت و شکل کے بگڑ جانے کا آثار پر ذکر کیا ہی جا چکا ہے۔ ۹۵۷ھ میں حجب انتقال کیا تو صورت جو تہ خد اوندی نازلی تھا وہ ناقابل دید، ناقابل بیان اور قابل عبرت تھا۔ یہ تھا باپ کے ساتھ گھر اور اسکو قتل کروانے کا انجام۔ جمشید کی زندگی اس قدر دایمیات انداز سے گزری کہ تاریخ سے اس کے انتقال پر دو سالہ پیچہ سبجان تلی کا ہی پتہ چلتا ہے اور بھی اولاد ہوئی یا ہو کر مر گئی اس بار۔ میں تاریخ ساکت ہے بہر حال یہ دو سالہ پیچہ سبجان تلی جمشید کے بعد اسکی جگہ تخت پر بٹھایا گیا جیسا کہ ا بیان کیا گیا ہے۔ جمشید کا بھائی ابراہیم جو بھائی کے مظالم سے گھبرا کر دجیا نگر کی حکومت میں پناہ گزیں سلطنت میں داخل ہوا تو امراء نے اسکو بادشاہ مان لیا۔ اور جمشید کے دو سالہ پیچہ سبجان تلی کا کیا انجام؟ پتہ ہی نہیں چلتا اس باپ کے قاتل کی اولاد کو نہ حکومت نصیب ہو سکی اور نہ اسکی نسل ہی باقی رہی وہ درس عبرت ہے جو تاریخ ہر دور میں آنے والی نسلوں کو دیتی ہے کہ باپ کے ساتھ سلوک بدرجہ انجام پر اولاد کو لیجاتا ہے۔ رسول پاک صلعم کی حدیث، باپ جنت کا دروازہ ہے۔ تاریخ دلاتی ہے۔ قرآن پاک میں ماں باپ کے مقامات جو اللہ پاک نے بیان فرمائے ہیں تاریخ ا جانب ہر ایک کو اشارہ کرتی اور قرآن کی یہ آیت سناتی ہے **وَصَبَّأْنَا الْإِنْسَانَ لَوْلَا أَحْسَانُ**۔ ترجمہ: ہم نے انسان کو اپنے والدین سے نیکی کرنے کی تاکید کی ہے (قرآن) ۱۵۔

ماں باپ اگر مسلمان نہیں بلکہ مشرک ہوں !

اب ہم ایک ایسے سلسلہ کو چھڑ رہے ہیں جو ایک زنجیر کی کڑی در کڑی بن کر تاریخ ہند کے سفا پر نمایاں ہیں۔ اکبر اعظم کے خلاف اس کے بیٹے سلیم (جہانگیر کی بغاوت) پھر جہانگیر کے بیٹے خرم (شاہجہ کی جہانگیر کے خلاف اور اورنگ زیب کی اپنے باپ کے خلاف بغاوت اور اورنگ زیب کے بیٹے اکبر اورنگ زیب کے خلاف بغاوت اور قدرت کی سزائیں اور روئے تاریخ ابتدا اکبر اعظم کے بیٹے جو سے ہوئی اکبر اعظم کا سیاسی اعتبار سے کتنا ہی اعلیٰ مقام کیوں نہ ہو مگر مذہبی اعتبار سے وہ ایک مذہب دین الہی کا بانی لہذا مشرک ہی قرار دیا جائے گا مشرک ماں باپ کے ساتھ بھی قرآن حک سلوک کی تعلیم دیتا ہے سورہ لقمان میں اللہ پاک فرماتے ہیں۔

وَاِنْ جَاهِدَاكَ عَلٰى اَنْ تَشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْ
 دصاحبہما فی الدنیا معروفاً (لقمان) ترجمہ: اگر تجھ پر ماں باپ کی ذات کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانے زور ڈالیں جس کی کوئی دلیل تیرے یہاں نہ ہو تو ان کہنا قبول نہ کرنا اور ہاں دنیا میں ان کے ساتھ خوبی سے یعنی حسن سلوک سے پیش آنا اس سے

ثابت ہو گیا کہ مشرک ماں باپ کا بھی دل دکھایا جائے تو قدرت کی سزائیں اٹل ہیں۔

شہزادے سلیم (جہانگیر) کی باپ سے شرارتیں اور قدرت کی سزائیں

تاریخ دراصل ایک اتالیق ہے جو دراصل ہر صاحب فہم کو نہ صرف صحیح راہ دکھاتی ہے بلکہ قرآن پاک اور زمین رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے اور برحق ہونے کا اعلان کرتی ہے قرآن میں سورہ بنی اسرائیل پارہ (۱۵) اور سورہ بقرہ جز اول رکوع (۹) میں اللہ پاک نے جہاں مشرک و کفر سے منع فرمایا اس کے بعد ہی والدین کی نافرمانی سے منع فرمایا اس کا مطلب یہ ہوا کہ مشرک اور کفر کے بعد بڑا گناہ ماں باپ کی نافرمانی اور انکو ناراض کرنا اور ان کی خدمت سے گریز ہے۔ متواتر احادیث سے بھی ماں باپ کی خدمت نہ کرنے کی صورت میں عذاب کی بشارت تھی کہ ہلاک ہو جانے کی بد دعا رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی سی ذات دیتی ہے۔ ماں باپ مشرک ہونے کی صورت میں تک حسین سلوک کا حکم دیا گیا ہے۔ اب ہم جس تاریخی واقعہ کا ذکر کرنے والے ہیں اس سے قرآن و حدیث کی صداقت کا بخوبی پتہ چلتا ہے اور یہ بھی چیز سامنے آتی ہے کہ باپ کے دل کو تکلیف پہنچائی جائے اور وہ معاف بھی کر دے تو قدرت معاف نہیں کرتی۔

سلیم اکبر اعظم کا منتوں مرادوں کا لاڈلا نواسہ اور باپ کے لئے عزیز اہل تھا۔ تعلیم تربیت لاڈ پیار و ناز برداری میں باپ نے کوئی کسر نہ چھوڑی تھی۔ اکبر اعظم کی عمر کا آخری دور ہے اسکی صحت گرتی جا رہی ہے اس کے دو بیٹے مراد اور دانیال کی موت نے اسے نڈھال کر دیا ہے۔ لیکن شہزادہ سلیم کی آوارگی اور باپ کو تکلیف پہنچانے کے حدود اپنی انتہا کو چھو رہے ہیں اس کی بے ہنگام زندگی سے اکبر ناراض پریشان اور راہ راست پر لانے کی تدابیر کر رہا ہے۔ اس سلسلے میں سلیم کو "سلطان سلیم" کا خطاب شہنشاہی عطا کر کے اسکو ولیعہد مقرر کرنے کا اعلان کرتے ہیں تاکہ وہ خوش ہو کر راہ راست پر آجائے۔ مگر۔۔۔ پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر۔۔۔

مرد نادان بہ کلام نرم نازک بے اثر

اکبر دکن کی مہم پر روانہ ہوتا ہے۔ باپ کو دکن کی مہم میں مصروف پاکر مصاحبوں کے بہکانے پر سلیم باپ کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیتا۔ بہار۔ کالجی۔ جوہدر۔ اکبر آباد۔ اودھ وغیرہ صوبوں پر قبضہ کر کے خورشادی

مصاحبین میں تقسیم کر کے پایہ تخت آگے بڑھتا ہے تاکہ خزانہ شاہی عظیم پر قبضہ کر لے مگر ا کے نکل حلال قلیج خان کے سامنے جہانگیری کی ایک نہ گئی اور خزانہ پر قبضہ نہ کر سکا۔

جب اکبر کو ان واقعات کی اطلاع ہوتی ہے تو روحانی حدمہ اور اذیت کی کوئی حد نہیں رہتی مگر ا بجائے سختی کرنے کے ایک بہت ہی محبت و شفقت آمیز خط روانہ کرتا ہے اور دکن کی ہم خانہ خاں اور الفضل حوالے کر کے واپس پایہ تخت لوٹتا ہے۔ سلیم باپ کی آمد کی خبر سنکر اکبر آباد سے ہوتا آتا ہے چلا جاتا ہے۔ اپنی بیوی سلیم بیگم کو سلیم کو سمجھانے روانہ کرتا ہے۔ مگر وہ اسکو قابو میں لانے اور سمجھانے میں ناکام ہو جاتا ہے اب سلیم اپنے تاحر دوست محمد کے ذریعے ایک عرضداشت باپ کو گویا بصورت حکمنامہ روا کرتا ہے کہ اپنی دادی مریم مکانی یعنی شہنشاہ اکبر کی ماں کو اس کے پاس روانہ کیا جائے۔ محبت کا مارا باپ بیٹے کی محبت میں دیوانہ وار اس کے حکم کی تعمیل میں اپنی ماں کو اس کے پاس روانہ کر دیتا ہے اب سلیم دادی سے وعدے لیکر دادی کے ساتھ دادی کے محل میں آتا ہے اور اکبر ماں کے محل میں بیٹے ملنے آتا ہے دادی کے سمجھانے سے سلیم باپ کے تذکرے پر گر جاتا ہے۔ اکبر فرط مسرت و محبت سے اسکو سینے لگالیتا اور اپنی دستار اس کے سر پر رکھ کر پھر اس کی دلچسپی اور جانشینی کا دوبارہ اعلان کرتا ہے۔ چنانچہ روز بھی نہیں گزرتے کہ شہزادہ سلیم پھر باپ کو تکالیف پہنچانے کے حرکات پر اتر آتا ہے۔ اکبر کے چہیتے وزیر نورتن اور الفضل کو جہانگیر نرسنگ دیو بند لہ کو اعزازات کا لالچ دیکر قتل کر دیتا ہے جب اکبر کو سلیم کی اس حرکت کی خبر ملتی ہے تو بے قابو ہو کر دو دن تک چیخیں مارتا اور روتا ہے کہ یہ کچھ کھاتا ہے اور نہ سوتا ہے۔ جہانگیر خود اپنے قلم سے توڑک جہانگیری میں لکھتا ہے جب ایک عرصہ ہو وہ باپ کے سامنے گیا تو باپ نے کہا ”سیخو! اگر تم کو تخت و تاج چاہیے تھا تو باپ کو قتل کر دیا اور الفضل کو قتل نہ کر دیتے“۔ بہر حال باپ اسکو بار بار معاف کرتا ہے۔ اور وہ ضعیفی میں باپ کو سخت ترین صدمے دیتا ہی جاتا ہے۔

سلیم پھر باپ کے خلاف علم بغاوت بلند کر کے پایہ تخت سے نکل جاتا ہے اور تاخت و تاراج شہر کر دیتا ہے۔ آخر اکبر مجبور ہو کر ماہ اگست ۱۶۰۲ء میں اپنے انتقال کے ایک سال قبل ایک زبردست فوج کے ساتھ آگرہ سے سلیم کی سرکوبی کے لئے نکلتا ہے راستے میں اپنی ماں کی علالت کی خبر سن کر ماں کے دیدار کی غرض سے واپس آ جاتا ہے۔ ماں کو گویا اپنے بیٹے کا ہی انتظار تھا وہ بیٹے کو دیکھ کر چند لمحوں بعد ہی دنیا سے رخصت ہو جاتی ہے۔ اکبر کے حدموں میں ایک اور اضافہ ہو جاتا ہے۔ قبل ازیں دو بیٹوں مراد اور دانیال کی موت کے حدموں نے اسکی کمر توڑ ہی دی تھی۔ پھر سلیم کی بغاوت دیکر کئی اور ماں کی

موت نے اس کو اس قدر کمزور کر دیا کہ وہ بیمار رہنے لگا۔ اکبر سے اس کے درباری دلیچھدی کے فرمان کو بدلنے اور جہانگیر کے بڑے بیٹے خسرو کو ولی عہد بنانے کا فرمان جاری کرنے معروفہ پر معروفہ کرتے ہیں مگر اکبر اس پر راضی نہیں ہوتا۔ جب سلیم کو اس بات کی خبر ملتی ہے کہ باپ قریب الختم ہے تو بچتے بچاتے بڑی تدبیر کے ساتھ محل میں داخل ہو کر باپ کے سامنے آکر کھڑا ہو جاتا ہے۔ باپ کی بیٹی کو دیکھتے ہی محبت پوری جوش میں آ جاتی ہے۔ اپنے مصاحبوں کو اشارہ کرتا ہے کہ میری پگڑی شہزاد سلیم کے سر پر رکھ دی جائے اور میری تلوار اس کے حوالے کر دی جائے حسبِ اہم پگڑی سر پر رکھ کے تلوار سلیم کے حوالے کی جاتی ہے اور اکبر کی آنکھیں ہمیشہ کے لئے بند ہو جاتی ہیں۔

اب شہزادہ سلیم نور الدین جہانگیر کے لقب سے ۲۴ اگست ۱۶۰۵ء بروز پنجشنبہ تخت نشین ہوا پر رونق افروز ہوتا ہے۔

جہانگیر جشن منانے سلطنت کے انتظامات اور انعامات دینے میں مصروف ہے اپنے بڑے بیٹے خسرو کو ایک لاکھ

قدرت کا پہلا طمانیہ

روپیہ عطا کرنے کا فرمان نا نذر کرتا ہے مگر خسرو دار السلطنت سے نکل جاتا اور پچاس ہزار کاشکے جوار مہیا کر کے علم بغادت باپ کے خلاف بلند کرتا ہے۔ جہانگیر شیخ فریدی کی سرکردگی میں فوج روانہ کرتا ہے گھسان کی جنگ ہوتی ہے طرفین کے دس ہزار آدمی مارے جاتے ہیں اور خسرو شکست کھا کر بھاگ نکلتا ہے۔ جہانگیر اس عرصہ میں وہاں پہنچتا ہے اور فتح کی خبر سن کر فری دوکانہ بطور شکرانہ ادا کرتا ہے کس قدر مقام عبرت ہے کہ کل تک جو اپنے ضعیف باپ سے برسرِ پیکار تھا آج اس کا بیٹا اس سے برسرِ پیکار ہے جنگ کے دوسرے روز خسرو گرفتار ہو کر جہانگیر کے روبرو لایا جاتا ہے۔ جہانگیر نے خسرو کو دلاور خان کی لنگرانی میں دیدیتا ہے قید میں رہ کر بھی خسرو ایک حاشیہ زائیم کر کے باپ کے قتل کے منصوبے بناتا ہے راز فاش ہوا۔ خسرو کے ساتھی جو اس سازش میں شریک تھے قتل کر دیئے گئے۔

۲۲ فروری ۱۶۲۱ء کو جبکہ جہانگیر عالم نشہ میں تھا شہزادے خرم نے جو جہانگیر کا تیسرا اور لاڈلا بیٹا تھا باپ سے اجازت لیکر اپنے بڑے بھائی خسرو کو اپنی تحویل میں لے لیا اور اسی رات اپنے برادر کلاں کو عدم کی راہ دکھادی تاکہ اپنے لئے تخت شاہی کے لئے راستہ صاف ہو جائے۔ ۲۳ فروری ۱۶۲۱ء کو رات میں عالم گنج میں خسرو دفن کر دیا گیا مگر جہانگیر کو آخری عمر میں اپنے فرزند خرم دشا ہجواں کے ہاتھوں تکلیف داذیت اٹھانی پئی اور خرم کو اپنے تیسرے بیٹے اورنگ زیب کے ہاتھوں اپنے دو بیٹوں کو قتل اور ایک بیٹے کو لاپتہ ہوتے اپنی ضعیفی میں اس خون کے بدلے دیکھنا نصیب ہوتا تھا۔

زمانہ دقت کے پُر گھبراڑا جاتا ہے۔ جہانگیر کا دور حکومت ۲۱ سال ۸ ماہ ۴ یوم ہے ۶۰ سال۔ شراب نے تو کمزور کر ہی دیا تھا۔ اب اس کے آخری زندگی کے ایام لائق ملاحظہ ہیں جس طرح اس نے باپ کو اسکی آخری عمر میں تکالیف پہنچائی تھی قدرت کی جانب سے جہانگیر سے بھی آخری عہد میں باپ کا بدلہ لینے کا دقت آگیا۔ بدلہ بھی سود مرکب کی صورت میں یعنی کئی گنا زیادہ۔

نقایل

جس طرح اکبر جہانگیر کو چاہتا تھا جہانگیر اسی طرح بلکہ اس سے زیادہ شہزادہ خرم کو چاہتا تھا۔ جہانگیر کے بڑے فرزند خسرو کے شہزادہ خرم کے ہاتھوں خاتمہ بعد پر دینا اب شہزادہ خرم سے بڑا تھا مگر جہانگیر کی نظر عنایت خرم پر ہی تھی خرم کو سلطنت میں اعلیٰ ترین منصب دار ہونے کا اعزاز تھا۔ خرم کو سولہ سال کی عمر میں "حصار" مزبور کی دہ جاگیریں عطا ہوئی تھیں جو صرف ولیعہد ہی کو سرفراز کیجاتی ہیں۔ دکن کی ہم کے بعد تو اعزازات پر اعزازات خرم کو بخشے گئے۔ شاہ کا خطاب سے سرفرازی ہوئی۔ ۱۲ اکتوبر ۱۶۱۱ء کو جہانگیر نے خرم کو بھرد کے میں طلب کر کے دالہانہ مسرت اور حجت سے تحت سے اٹھ کر کھڑا ہوا اور فرزند دلبند کو سینہ سے لگایا۔ تحت کے قریب ایک سونے کی کرسی اس کے بیٹھنے کے لئے دی گئی۔ بیس ہزار سوار کا قابل فخر منصب اور شاہجہاں کا خطاب عطا ہوا۔ جہانگیر نے اپنے لاڈلے بیٹے کی تین شاہدیاں بڑے دھرم دھمام سے کیں۔

شاہ خرم (شاہجہاں) کی باپ سے بغاوت

جہانگیر نے باپ کو ضعیفی میں جو روحانی تکالیف دی تھیں اور اپنے

بنادلوں اور شرارتوں کے ذریعہ باپ کو لاغر کر دیا تھا اب جہانگیر کی ضعیفی کمزوری اور بدلہ پانے کا دقت آچکا تھا جس طرح جہانگیر کی بغاوت اپنے باپ کے خلاف بلا وجہ تھی اسی طرح شاہجہاں کی بغاوت بھی اپنے باپ کے خلاف بلا وجہ تھی چونکہ جو اعزازات شاہجہاں کو حاصل تھے وہ اعزازات تھے جو ایک دلی عہد سلطنت ہی کو نصیب ہوئے تھے۔ اس کا بڑا بھائی پر دینا ان اعزازات سے محروم تھا اور جہانگیر کا بیٹا شہریار جو نور جہاں کا داماد تھا بادیو نور جہاں کے جہانگیر پر اثر و رسوخ کے ان اعزازات سے محروم ہی تھا۔ بہر حال شاہجہاں کی بغاوت شبہ کی بنا پر آغاز ہوئی گویا قدرت کو صرف جہانگیر سے بدلہ چکانا تھا۔

جہانگیر کو جب یہ خبر ملی کہ شاہ ایران شاہ عباس قندھار اپنے قبضہ میں لے لینا چاہتا ہے تو خرم کو دکن کی

خرم کی نافرمانیاں

ہم سے طلب کیا کہ قندھار کو جائے اور فرمان روانہ کیا کہ تمام طاقتور افواج اور نلک شکات تو ہیں اور دیو نہا ہاتھی جو دکن کی فتوحات کے لئے روانہ کئے گئے تھے مکہ تیزی کے ساتھ لیکر آئے۔ خرم نے جردل میں شبہات کا پلاؤ بکا رہا تھا اور باپ کی کمزوری دیکھ کر سخت کے خواب دیکھ رہا تھا اس کے حکم کی تعمیل نہ کی بلکہ ایسے شرائط تحریر کر کے روانہ کئے کہ جہانگیر کا دماغ ضعیفی میں چکر اگیا یاد ہو گا کہ جہانگیر نے بھی اپنے باپ کے خط کے جواب میں شرائط عائد کر کے دادی کو روانہ کرنے باپ کو خط لکھا تھا مگر جہانگیر کا ابھی جیسے زمانہ نذر بیٹے سے ایسی تحریر کی امید نہ دکھاتا تھا۔

خرم باپ کو مزید ذہنی اذیت دیتے ہیں | جہانگیر خرم کی تحریر بعد شرائط دیکھ کر بیچ و تاب کھاکر رہا

مگر اپنے محبوب بیٹے کے خلاف کوئی کارروائی مناسب نہ سمجھی اب خرم نے نافرمانی کی تلوار سے باپ پر ایک اور وار کیا۔ پرنسپل پور کی جاگیر نور جہاں کی سفارش سے جہانگیر نے اپنے چہرے بیٹے شہریار کو عطا کی تھی خرم نے اپنے آدمی وہاں روانہ کر کے دھول پور پر اپنا قبضہ کر لیا اور شہریار کے آدمیوں کو وہاں سے مار کر بھگا دیا۔ یاد ہو گا کہ جب اکبر دکن کی ہم پر گیا تھا تو جہانگیر نے بھی کئی علاقوں پر عالم بغادت بلند کر کے قبضہ کر لیا تھا۔ بہر حال جہانگیر نے جب یہ خبر سنی تو آگ بگولہ ہو گیا پھر بھی صبر کیا اور نصیحت آمیز خط روانہ کیا کہ وہ اپنے حدود میں رہے جس مقام پر ہے ٹہرا ہے قندھار کی جنگ کے سلسلہ میں جن جن انہروں اور سالاروں کو طلب کیا گیا ہے روانہ فوری کرے ورنہ مستوجب سزا ہو گا۔

خرم نے باپ کے حکم کو قابل تعمیل ہی نہ سمجھا۔ جہانگیر نے غصہ میں آکر اسکو تمام اعزازات سے محروم کر دیا۔ خرم اب قدر سے جاگا اور اپنے دیوان انعتل کو دربار میں روانہ کر کے کہلا بھیجا کہ وہ اسکی علاقائی ماں نور جہاں کے اشارہ پر عمل نہ کرے جہانگیر کو خرم کو راہ راست پر لانا تھا۔ افضل خان کو ایک اعزازی خلعت دیکر روانہ کیا اور ایک فرمان جاری کیا جس کی رو سے صوبہ جات گجرات مالوہ دکن خاندیش شاہ خرم کو سرفراز کئے گئے اور حکم ہوا کہ وہ ان مقامات میں سے کسی مقام پر جہاں وہ پسند کرے قیام کر سکتا ہے۔

خرم پر باپ کے مندرجہ بالا فرمان کا بھی کوئی اثر نہ ہوا۔ اب وہ علانیہ بغادت پر مائل ہو گیا۔ اس نے جگت سنگھ کو پنجاب کے پہاڑوں میں روانہ کیا وہاں انتشار

پیدا کرے اور خود آگرہ آگیا کہ آگرہ فتح کر کے شاہی خزانہ پر قبضہ کرے۔ مگر اعتبار خاں نے با شہزادے خرم کو ناکام کر دیا۔ یاد ہو گا کہ جہانگیر نے بھی اپنے باپ سے بغاوت کے زلمے میں، کوشش خزانہ پر قبضہ کرنے کی تھی اور اکبر کے نمک حلال قویلیخ خاں ناظم نے جہانگیر کو کامیاب نہ دیا تھا۔ جب باغی شہزادے خرم نے آگرہ کے دروازے اپنے لئے بند پائے تو فتح پور سیکری معہ فرمایا فوج کو حکم دیا کہ شہر لوٹ لے حسب الحکم شہر لوٹ لیا گیا۔ اور کئی امرا کی دولت لوٹ لی گئی یہ وہ اقدام ہے جو جہانگیر نے نہیں کیا تھا گویا خرم نے ثابت کر دیا کہ باپ ایک تو بیٹا سوا یا۔ بہ مال لوٹ کے ذریعہ خرم نے اپنا خزانہ پھر پور کر لیا کہ باپ سے مقابلہ کیا جائے۔

جہانگیر کی قلبی و روحانی تکالیف

جہانگیر کا بیمانہ صبر لبریز ہو رہا تھا د اپنے احسانات، کرم، شفقت، جو اس

محبت پداری کے تحت شاہجہاں کے ساتھ کتنی نظروں میں گھومنے لگی تھیں اپنی قلبی تکالیف کا اظہار اس نے جو توڑک جہانگیری میں کیا ہے لائق دید ہے۔

فوجوں کی ٹکر پائی و فراری

جہانگیر نے خرم کی سرکشی کی انتہا دیکھ کر مہابت خان اور عبداللہ خان کی قیادت

میں فوج روانہ کی۔ تیرہ پور اور بلوچ پور (جو دہلی سے متصل ہیں) کے درمیان باپ بیٹے کی فوجوں کی ٹکر ہو گئی۔ دونوں جانب سے آتش بازی کے تبادلے ہونے لگے۔ گھمان کارن تھا۔ خرم کو شکست ہوئی اور وہ زار ہو گیا۔ راجپوتانہ ہوتا اور اُسے لوٹ کر ۱۶۲۲ء مانڈو پہنچا وہاں اپنے بڑے بھائی پردیز اور سپہ سالار مہابت خان کو اپنے تعاقب میں آنے کی خبر سن کر برا چل پڑا۔ بد قسمتی سے راستہ میں شاہی فوج نے جا ملایا۔ مہابت خان نے حسن تدبیر سے خرم کے بہت سے امراء اور سپہ سالاروں کو لاپرواہ کر کے شاہی فوج میں بلوایا۔ اب خرم کی پریشانی کی حد نہ رہی وہ دکن کی خاک چھانتا ملک عنبر اور قطب شاہ کی مدد لیتا پھرتا رہا۔ پھر قطب شاہ امداد سے کچھ تازہ دم ہو کر شاہی فوج سے ٹکر لیتا ہے۔ بنگال، بہار میں دھوم مچا دیتا ہے۔ رد ہنگر کا مضبوط قلعہ اب خرم کے قبضہ میں آچکا ہے۔ آخر پھر جہانگیر نے شہزادہ پردیز اور مہابت خان کو روانہ کیا۔ پھر شاہجہاں نے شکست کھائی اور دیاہہ دکن کی خاک چھانتا نصیب ہوا۔

اب خرم نے باپ کی خدمت میں معافی کے لئے معروضہ روانہ کیا باپ نے

باپ سے معروضہ معافی، باپ کے شرائط

جواب دیا کہ وہ اپنے ہر دو بیٹوں دارا اور نگ زیب کو اپنے کردارِ نیک نیتی کی ضمانت کے طور پر دربار میں روانہ کر دے بے بس خرم کو تعمیلِ حکم کے سوا چارہ نہ تھا دونوں بیٹوں اور تین لاکھ روپیہ بطور نذرانہ دربار میں روانہ کئے اور خود باپ کے سامنے جانے سے خائف ہو کر ناک میں قیام پذیر رہا۔

زائد از تین سال خرم کی بغاوت کے اثرات |

میں ملک میں جو انتشار کی کیفیت پیدا ہو گئی جس قدر جانی نقصانات اور دولت اور عزت کی بربادیاں ہوئیں اس کا اندازہ کرنا بھی مشکل ہے۔ جہانگیر کو آخری عمر میں جو ذہنی انتشار اور قلبی اذیت کا سامنا کرنا پڑا وہ بھی ناقابلِ قیاس ہے گویا باپ سے کئے کا کامل بدلہ بلکہ کئی گنا زائد جہانگیر کو ملا۔

خرم کا شاہ ایران سے ربط |

خرم نے تو باپ کے خلاف کوئی کسر نہ چھوڑی۔ قندھار کے سلسلہ میں شاہ ایران اور جہانگیر میں جو بگاڑ پیدا ہوا تھا اس سے نا اذہ اٹھانے کی کوشش کی، خرم نے شاہ ایران کو باپ کے خلاف مدد دینے اور تخت و تاج اپنے کپڑا دادا ہمایوں کی طرح دلانے میں فوجی مدد کرنے کا وعدہ پر قاعدہ روانہ کئے۔ پہلا سفیر زادہ بیگ، دوسرا خراجہ حاجی پھر اسحاق بیگ مگر شاہ عباس ہر مرتبہ خرم کو باپ کی فرمانبرداری کی تلقین ہی کرتا رہا۔

گالِ جہانگیری پر قدرت کا آخری طمانچہ اور خاتمہ |

خرم کی بغاوت سے ابھی جھٹکا لایا کر چین بھی نہ لیا تھا کہ قدرت نے جہانگیر کے مرضِ بزرگ اور طمانچہ مارا کہ جہانگیر ایک اور زلزلت میں پھنس گیا۔ اس کی زندگی کا آخری دور تھا۔ خرابی صحت کی وجہ تبدیلی آب و ہوا کی خاطر جہانگیر کشمیر جا رہا تھا۔ مہابت خان نے دفعیلات یہاں باعثِ طالت ہیں، شہنشاہ جہانگیر کو راستے میں اپنی حراست میں لے لیا اور حراست میں رکھ کر کابل لے گیا۔ آخری عمر میں جہانگیر ایک ادنیٰ اسپہ سالار کی قید و حراست میں وہ کر اس کے اٹاؤں پر ناپاچ کر جو ذہنی اذیت محسوس کر رہا تھا وہ ناقابلِ بیان اور ناقابلِ قیاس ہی ہو سکتی ہے۔ بہر حال بڑی مشکل سے جہانگیر ایک عرصہ میں نوم جہاں کی تدابیر سے آزاد ہوا اب مہابت خان بھاگ کر شاہ جہاں

سے ۲۲ اکتوبر ۱۶۳۷ء کو درہزار فرج کے ساتھ جنائیں جا ملا۔ شاہجہاں نے مہابت خان ہی ہاتھوں شکست اٹھائی تھی اور اس قدر ذلیل اور تباہ حال ہوا تھا مگر اب شاہجہاں نے مہابت خان ہی کا سپہارا مناسب سمجھا۔ پھر اس کا دماغ باپ کے خلاف ہی کام کرتا اور مہابت خان کی مدد سے باپ سے ٹکر لینے کی سوچتا رہا۔ مگر اس کو کیا معلوم تھا کہ جہانگیر کی زندگی کا وار صرف ایک ہفتہ باقی رہ گیا ہے۔

جہانگیر مہابت خان کی حراست سے آزاد ہو کر کثیر گیا وہ صبق النفس کی شدید بیماری کا شکار ہو گیا اس لئے لاہور واپس ہونے کی منزلیں طے کر رہا تھا کہ راستے میں ۲۹ اکتوبر کو بمقام راجوڑ دنیا فانی سے چل بسا۔

مندرجہ بالا واقعات کے اظہار سے بخوبی ظاہر ہو گیا کہ قرآن اور احادیث میں مال باپ کے تعلق سے جو کچھ بیان کیا گیا ہے کس قدر صحیح ہے اور قدرت کس طرح ترکی بہ ترکی معافا کے باپ کے نافرمان سے بدلہ چمکاتی ہے۔

اس مضمون میں شہزادہ خرم کے باپ کے ساتھ سلوک نازیبا کے واقعات بیان کئے جا چکے ہیں اس کو ذہن میں رکھیے گا۔ آئندہ شاہجہاں کے مزید مظالم بغرض تخت نشینی اور پھر قدرت کے سزائیں باپ کے باغی کو جو قدرت نے دی بیان کی جائے گی۔

شہزادے خرم کے مظالم باپ سے بغاوتیں اور قدرت کی سزائیں

جہانگیر کی وفات ۲۹ اکتوبر ۱۶۲۷ء م ۲۸ صفر ۱۰۳۷ھ کو ہوئی اور شاہجہاں ۴ فروری ۱۶۲۸ء روز دوشنبہ تخت پر فائز ہوا۔ یہ درمیانی مدت جہانگیر کی وفات سے شاہجہاں کی تخت نشینی تک کے وقفہ کی تین ماہ پانچ روز ہے۔ اس مدت کے خونی واقعات عبارت ہیں۔ جہانگیر کے پانچ بیٹے تھے (۱) خسرو (۲) پرویز (۳) خرم (شاہجہاں) (۴) جہاندار (۵) شہریار۔ پہلے بھائی خسرو کا تو شاہجہاں نے باپ کی زندگی میں خاتمہ کر دیا تھا جس کا حال بیان کیا جا چکا ہے۔ دوسرا، میاں پرویز جہانگیر کے انتقال سے دو سال قبل ۳۵ سال کی عمر میں درد قویح سے ۶ صفر ۱۰۳۰ھ کو مر گیا۔ اب بڑا شاہجہاں تھا اور اس کے

مقابل کمزور فریق تھا تو شہریار داماد نورجہاں - جہانگیر کے انتقال کے وقت شاہجہاں باپ سے بغاوت اور بصورت مجبوری معافی کے بعد بھی مارے خوف کے دکن ہی میں قیام پذیر تھا یا دیکھ کہ آصف خاں برادر نورجہاں وزیر اعظم سلطنت تھا اور شاہجہاں کا خسر یعنی متا دخل کا باپ۔ خسر اور داماد میں طے پا گیا تھا کہ جہانگیر کے انتقال کے بعد آصف خان اپنے ہاتھ کی انگوٹھی داماد کے پاس روانہ کرے گا تو دکن سے فوری پایہ تخت بغرض تخت نشینی پہنچ جانا اس انگوٹھی کے پہنچنے اور شاہجہاں کے پایہ تخت پہنچنے تین ماہ دیر کی مدت ہو گئی اس مدت تک تخت شاہی خالی تو نہ رہ سکتا تھا۔

خون، ہی خون | آصف خاں نے فوری یہ کام کیا کہ جہانگیر کے مرحوم فرزند کمال خسرو کے بیٹے داود بخش کو مستحق تخت و تاج قرار دے کر اسکی شہنشاہی کا اعلان کر دیا۔ داود بخش اپنی موت کو سمجھ گیا اور چیخا رہا کہ مجھے شہنشاہیت نہیں چاہیے۔ مگر آصف خان کو تو ایک قربانی کے بکرے کی ضرورت تھی وہ کہاں سنا اسکو اپنے داماد کے آنے تک داود بخش کے وجود سے ناغہ اٹھاتا تھا۔ ادھر شہریار نے اپنی شہنشاہی کا اعلان کر کے ایک فوج شہزادہ دانیال فرزند مرحوم اکبر اعظم کے بیٹوں تیمورت اور ہر شنگ کی سرکردگی میں جمع کر لی۔ آصف خاں نے شہریار کو باغی قرار دیکر داود بخش کی جانب سے مراد پر فوج کشی کر دی یہ کوئی بڑا مقابلہ نہ تھا۔ شہریار جہانگیر کی لونڈی کا نکما عیش پرست لڑکا تھا کہاں جیت سکتا؟ گرفتار ہوا دانیال مرحوم کے ددوں بیٹے تیمورت اور ہر شنگ بھی ادلاً قید خانہ روانہ کر دیئے گئے اور آخر میں بحکم شاہجہاں شہریار کی آنکھیں نکال دی گئیں اور دانیال مرحوم کے ددوں بیٹے قتل کر دیئے گئے۔ اب شاہجہاں اگرے کے قریب آکر دھوا باغ میں اٹھارہ یوم قیام کیا دارالسلطنت میں داخل ہونے جو میوں کے لحاظ سے نیک ساعت کی ضرورت تھی لہذا ۱۶۲۸ء کو حسب منشا بمبعل اس کی تاج پوشی کی رسم انجام پائی مگر آصف خاں نے امراد کو بلا کر ۱۹ جنوری ۱۶۲۸ء کو ہی شاہجہاں کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور اس دن بے گناہ داود بخش کو جس کے انکار کے باوجود آصف خان نے اس کے شہنشاہ ہونے کا اعلان کیا تھا جیل روانہ کر دیا گیا اور پھر یہ بے تصور قتل کر دیا گیا جس طرح اس کا باپ شاہجہاں کے ہاتھوں بہ زمانہ شہزادگی قتل ہوا تھا مختصر یہ کہ شاہجہاں کی تخت نشینی کے سلسلہ میں پانچ بے گناہ شہزادے موت کی گھاٹ اتار دیئے گئے دیکھو تاریخ شاہجہاں صفحہ ۸۳) اس کا بدلہ شاہجہاں کو آخری عمر میں کس طرح اپنی دو اولادوں کے قتل اور

ایک کے غائب ہونے کی صورت میں دیکھنا پڑا آپ اس معزون کے آخر میں پڑھیں گے گو دیگر شاہجہاں کا عہد زریں ان بے گناہ شہزادوں کی ہڈیوں پر رکھا گیا اور سات کو تخت طاؤس بے گناہوں کے خون کی ندی پر تیرتا رہا اور آخر تیرتا ہوا نادر شاہ کے حملہ ایران پہنچ گیا۔ اسی تخت طاؤس پر بیٹھ کر شاہجہاں نے درباریوں کو گواہ رکھ کر ایزدی میں شکرانہ کا سجدہ کر کے سب کو متاثر کیا تھا اور کہا تھا کہ آئندہ سب کے تخت فرعون نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا آج میں اس تخت پر بیٹھ کر تم سب کو گواہ رکھ کر باپ میں سجدہ ریز ہوتا ہوں۔ مگر بے گناہوں کے قتل ناحق کی اور باپ سے بغاوت خون ریزیوں گواہ ہے شاید مال باپ سے بغاوت اور مظالم کے بعد سجدہ شکر قبول نہیں ہوتا ایک بن کر رہ جاتا ہے اور قدرت بسرا دینے سے گریز نہیں کرتی۔

شاہجہاں جس کا مصف خان۔
بیٹی ممتاز محل کی خاطر خون کی ہر

انوکھا ڈرامہ کھیل کر ۲۷ فروری ۱۶۵۸ء کو تخت پر بیٹھایا تھا۔ ۷ جون ۱۶۵۸ء کو گیا تخت کے تین سال ۴ ماہ میں وہ زچگی میں دارفانی سے چل بسی جبکہ شاہجہاں کا دور حکومت ۴۰ ماہ ۸ یوم رہا اور خون ہائے ناحق مصف خان کے سر پر تاقیامت رہ گئے اور ثابت ہو گیا کہ نازمان کا جو ساتھ دیتا ہے وہ خود اپنی دنیا و دین کی تباہی مول لیتا ہے۔

شاہجہاں کو تین بیویاں تھیں لیکن ش
کو ارجند بافو (ممتاز محل) سے اس قدر
عشق تھا کہ شاہجہاں اس کے بغیر چا

شاہجہاں کو قدرت کا پہلا طمانچہ
قرآن اور احادیث کی صداقت

سفر ہی کوں نہ ہو رہ نہیں سکتا تھا۔ ایلی مجنوں شیریں فریاد کے قصے سنتے تھے لیکن کسی بادشاہ اپنی بیوی سے ایسے والہانہ عشق کی مثال تو تاریخ بادشاہوں میں صرف شاہجہاں کی ہی پیش کر دیو انکی کی حد تک تھی۔ جو محبت ممتاز محل سے شاہجہاں کو تھی شاید قدرت نے اسے بطور ہی تھی۔ شاہجہاں باپ کو تکالیف اور خون ہائے ناحق کی انتہا کر کے تخت شاہی پر بیٹھ کر دوزخ میں رہنے کی دھن میں تھا کہ دکن کی مہم کے دوران سر ہال پور کے قیام کے دوران خور کے تین سال چار ماہ گزر گئے حسن آراء کی بیوائش نے اسکی بیس سالہ رفیق محبوب دھند بیوی ممتاز محل کو ۳۸ سال کی عمر میں موت کے محل میں پہنچا دیا۔ شاہجہاں کی ساری حرشیا

غارت ہو گئیں۔ یہ وہ حادثہ بلکہ غم کا پہاڑ اس پر ٹوٹ پڑا کہ زار و قطار رونے لگتا۔ ایک ہفتہ تک بھروسہ میں نہ آیا شدت غم سے اس کے بال سفید ہو گئے دو سال تک وہ محلِ رقص و سرور سے ہیکانہ رہا۔ لباسِ فاخرہ تک استعمال نہ کیا۔ عید اور ہر خوشی کے موقع پر زار و قطار روتا۔ (دیکھئے ۲۶۴ تاریخ شاہجہاں) شاہجہاں کی عمر ۷۲ کی ہوئی لیکن تخت پر بیٹھنے کے تین سال بعد ہی قدرت نے اس کی خوشیاں مٹا دیں کی موت کو بہانہ بنا کر عمر بھر کے لئے اس سے چھین لیں۔ گویا تاریخ بیکار تھا ہے قرآن سچا ہے زامین رسولؐ سچے ہیں باپ کو تکالیف پہنچانے کے بعد سکون حقیقی کا میسر آنا محال ہے۔

مترجم کی نعت ۱۸ جنوری ۱۶۳۱ء کو دریا رے تپتی
مر کر بھی چھین نہ پایا
 کے قریب زین آباد (دکن) میں دفن کی گئی۔ ابتداً دسمبر

۱۶۳۱ء یعنی قریب قریب ۷ ماہ بعد اس کی قبر کو خلاف شرع کو دگر اس کی باقیات یعنی اس کی ہڈیاں قبر سے نکال کے اس کے بیٹے شہزادہ شجاع وزیر خاں اور سنی النساء ملکہ کی دایہ خاص کی نگرانی میں آگرہ لائی گئیں اور جناح کے کنارے ان ہڈیوں پر ایک خوبصورت عمارت تاج محل کے نام سے ۲۲ کروڑ کے خرچے سے تعمیر ہونے تک وہاں بھی عارضی دوسرے مقام پر دفن کی گئی۔ تاج محل کی خوبصورت عمارت ظاہری آنکھوں کو چکا چوند کر دیتی ہے۔ مگر شاہجہاں کی زندگی کے اندھیرے اس میں چشمِ بینا کو صاف نظر آتے ہیں

ایک مورخ شاہجہاں کے بارے میں لکھتا ہے
شاہجہاں کا عہد زین
 کہ شاہجہاں کے دور کی تاریخ لکھی بھی نہ جاتی

تو اس کے زمانے کے عمارات خود تاریخ بن کر اس کے دور کو عہد زین ثابت کرنے کا کافی ثبوت ہے، مگر اس سے ہم کو اتفاق نہیں اگر تاریخ لکھی نہ جاتی تو شاہجہاں کی زندگی کے اندھیرے شاہجہاں کے ہاتھوں خونِ ناحق باپ سے بجا، تین ارش ہی فوجوں نے شکست کھانے کے بعد اس کا دکن کی خاک چھاننا اس کی محبوب بیوی کا دکن کی فتح کے دوران اس کے ۱۰ ورہنشاہیت کی ابتدا ہی میں فوت اور دفن ہونا دکن سے قبر کھود کر ہڈیوں کو آگرہ رجوانا بقول بڑھوں کی زبان میں ”جھوٹا پیرامیری ہڈیاں ہوئے خوار“ ہڈیوں کو آگرہ بجاکر تاج محل کی تعمیر ۲۲ کروڑ کے خرچے سے، اہلِ تعلقہ جامع مسجد اور شاہجہاں کے دور کے عمارتیں کیا دکن اور گجرات کے اسی تحفہ کا ذکر کر سکتی تھیں، جو تاریخ کرتی ہے۔ تاویغ کے چند جملے حسب ذیل درج کئے جاتے ہیں۔

(۳۱-۱۶۳۰ء م ۱۰۴۱ھ میں بمقام دکن اور گجرات اساک باریاں کی گرانی ایسی سخت ہوئی کہ

پناہ بخدا۔ بادشاہ اوران کے امراء متعدد مقامات پر لنگر خانے جاری کئے خصوصاً برہان بہت بڑا لنگر خانہ بادشاہ نے قائم فرمایا مگر باوجود اس کے رعایا کی اکثریت بھوکی مرقی مدت تک کے لئے کتے کا گوشت کھتا رہا۔ جب یہ بھی ہو گیا تو مردوں کے گوشت کی خرید ہونے لگی اور قبرستانوں کے ہزاروں قبریں مردوں کے گوشت اور انکی ہڈیوں کی جستجویر زمین کے برابر ہو گئیں۔ مردوں کی ہڈیاں کوٹ کر آٹے میں ملائی جاکر فروخت ہوتی تھیں اور وکفن کا طریقہ ایک سخت موقف ہو گیا اور اولاد کا گوشت تک جان بچا نے جائز سمجھ لیا گیا زمانے میں ایک عورت روتی پیتی قاضی کے پاس آئی اور فریاد کی کہ میں نے ہمایہ کو اپنا ذبح کر کے پکانے کے لئے دیا تھا مگر ہمایہ نے اسکی ہڈی کا ایک بیڑہ مجھے کھانے نہ دیا خود کو الغرض ہزاروں دیہات ویران ہو گئے۔ دیکھو صفحہ ۲۸۸ تاریخ دربار آصف اور صفحہ ۲۸۹ شاہجہاں)۔ ناکافی لنگر خانے قائم کر کے رعایا کا یہ حال کر کے باپ کو اذیت دیکر تو پر بیٹھنے کے یہ حالات کیا یہ عمارتیں سناسکتی تھیں جن کی تاریخ گواہ ہے۔

دولت کی فراوانی اور محسن سے سلوک

اس میں شک نہیں کہ شاہجہاں کے بارے میں تمام تواریخ لکھنے والا شاہجہاں نے باوجود اسراف کے اس قدر دولت جمع کی کہ شاہان ہند میں کوئی نہ کر سکا۔ سب دولت، ظلم، تلوار اور قوت کے زور پر سب سے زیادہ شاہان قطب شاہیہ خہ عبداللہ قطب شاہ سے وصول کی گئی ہر تاریخ شاہد ہے کہ شاہجہاں باپ سے بغاوت کے زمانے میں فرج سے شکست کھا کر بھاگ رہا تھا اور شاہی فرجیں اس کا تعاقب کر رہی تھیں اس عالم پریشانی میں وہ گو ٹکنڈہ کی سرحد پر پہونچا تو محمد قطب شاہ سے مالی امداد کی خواہش ذریعہ قاصد کی قطب شاہ امداد کے علاوہ عزت اور احترام بھی شاہجہاں کو دیا اور زمان جاری کیا کہ شہزادہ کو انمراز کے ساتھ ملک سے گزرنے دیا جائے۔ اس مدرسے شاہجہاں نے ایک تازہ زندگی پائی مگر جب شاہجہاں شہنشاہ ہوا اور اس کے محسن محمد قطب شاہ کے انتقال پر اس کا کس کمزور رٹ رکنا قطب شاہ تخت نشین ہوا تو اس محسن کے بیٹے سے جو سلوک شاہجہاں اور شہزادے اور اپنی دکن کی صوبہ داری کے دور میں کیا اور دولت ناقابل بیان وصول کی شاہجہاں کے محمد قطب شاہ کی بیوہ حیات بخش بیگم ایک بادشاہ کی بیٹی اور ایک بادشاہ کی بیوی تھی۔ کو اورنگ زیب نے کس قدر ذلیل کیا جبکہ وہ دست بستہ کھڑے ہو کر اپنے

بیٹے کی سفارش کر رہی تھی تو اس کو بیٹھنے کا بھی حکم نہ دیا گیا سخت ترین شرط اور بے پناہ حصول زر کی بناء پر صلح ہوئی یہ تاریخ کے وہ اوراق ہیں جو یہ ظاہر کرتے ہیں کہ جو باپ کو محسن نہ سمجھیں تو غیر محسن کو محسن کیا سمجھ سکتے ہیں اور ایک سبق جو ہمیں ملتا ہے وہ یہ ہے کہ اگر باپ سے بد دلت کرنے والے کی مدد کی جائے تو وہ مدد کرنے والے کا کس طرح بدلہ چکا تا ہے۔

شاہجہاں کو قدرت کے ابتدائی ہلکے ہلکے طمانچے

باپ کا نافرمان بیٹا شاہ جہاں ۱۰۵۳ھ میں اپنے بیٹے اورنگ زیب سے نافرمانی کی حرکات پر ناراض ہو کر اس کی جاگیر ضبط اور

دکن کی صوبہ داری سے معذور کر دیتا ہے پھر پاشاہ حکیم کی سفارش پر اورنگ زیب کا قصور معاف کر کے اس کے موقف کو بحال کرتا ہے پھر چھوٹے بیٹے مراد کی نافرمانی سے غضبناک ہو کر اس کی منصب جاگیر ضبط کر لیتا پھر ۱۰۵۷ھ میں بحال کرتا ہے یہ باپ کی خلاف کی ہوئی شاہجہاں کی ہنرمندی کے سلسلہ میں قدرت کے ہلکے ہلکے طمانچے اور کان گوشتیاں تھیں۔

شاہجہاں ۷ رزی الحجہ ۱۰۶۷ھ م ۱۲ ستمبر ۱۶۵۶ء کو عسر البول و قبض کے مرض میں مبتلا ہوا۔

قدرت اب مکمل انتقام پر

اعضا اسفل میں درم آیا حاذق شاہی طبیب سرگزاں علاج رہے مگر صر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ کامصدق ہو گیا مردے کی سی حالت ہو گئی ۷ یوم تک کوئی غذا کھائی جاسکی نہ کوئی طاعت بخش چیز۔ شاہجہاں کے چار بیٹے تھے داراشکوہ دلی عہد اور الہ آباد، پنجاب، و ملتان پر نائب سلطانی کی حیثیت سے حکمراں تھا۔ تو دوسرا شجاع جنگال اور تیسرا اورنگ زیب دکن میں نیا بست سلطانی کے فرائض انجام دے رہا تھا اور چوتھا مراد مالوہ دگھرات میں۔ داراشجہاں کے ساتھ رہا کرتا اور باپ کا بچہ چہیتا تھا۔ باپ اپنے سے کبھی جدا نہ کرتا تھا۔ شاہجہاں کی طویل بیماری نے داراشکوہ کو مرنی مانی کرنے کے مواقع دیئے تھے باپ کی جانب سے فرامین جاری کرتا تھا پھر ادھر شاہ جہاں نے اپنی بیماری دیکھ کر اپنے خاص ارکان سلطنت سے اشلوہ کے لئے بیعت بھی کر دئی تھی اس طرح باپ کی بیماری سے اسے سلطنت کے کاروبار انجام دینے کا حق بھی پہنچتا تھا لیکن یہ چیز روایت خاندان مغلیہ کے پیش نظر دیگر بھائیوں کے لئے بلا وجہ باعث حسد اور ناقابل برداشت تھی، دارا نے باپ کی بیماری کی خبر چھپانے کی مکنہ کوششیں کیں مگر یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی سب سے پہلے ۱۵ رجب سمبر ۱۶۵۷ء کو مراد نے گجرات احمد نگر پھر شجاع

نے بنگال میں باپ کو لب بام سمجھ کر اعلان خود مختاری کر دیا۔

دارا قابل تھا مگر متلون مزاج، خوش مدبند، اور تسخیر طلب سے نا آشنا شجاع غیر معمولی زمین اچھے اخلاق کا حامل اور دلکش شخصیت کا مالک مگر بنگال کی آب و ہوا سے اُسکی صحت متاثر ۷۵ سالہ دور حکومت نے اسے آرام طلب کاہل و محنت شائقہ کا عادی نہ رکھا تھا مراد بیگ بہادر لیکن عیش و عشرت کا دلدادہ اور سہل نگاہ بھولا اور سیاسی توڑ جوڑ سے نا آشنا۔ برصغیر اس کے اورنگ زیب بکرا کا مستقل مزاج معنسی انتھک محنت کا عادی ارادوں کا پکا سیاست اور مکاری میں لاجواب تھا۔ اس نے دوسرے بھائیوں کی طرح اعلان خود مختاری نہ کیا بلکہ سب سے پہلے دارا کے خلاف ذریعہ خط و شجاع اور مراد سے اتحاد پیدا کیا کہ تینوں مل کر دارا کا مقابلہ کریں گے اپنے بیٹے منظم کو دکن میں اپنا نائب بنا کر باپ کی عیادت کے بہانہ طاقت و فرج لیکر پائے تخت کی طرف چلا۔ اورنگ زیب نے دراصل ہر طرح اندرونی طور پر اپنے آپ کو تیار کر رکھا تھا بڑی مکاری دیا کاری اور سیاست کے ساتھ کام لے رہا تھا اس کے دونوں بھائی شجاع اور مراد اُس کو قابل بھروسہ سمجھ رہے تھے۔ اورنگ زیب اور مراد اتحاد کر کے جب آگے بڑھے تو شاہجہاں صحت مند ہو چکا تھا اس نے ایک فوج تاسم خاں کی قیادت میں مراد کو گجرات سے معزول کرنے دوسری فوج جسونت سنگھ کی زیر قیادت اورنگ زیب کو دکن سے آگے نہ بڑھنے کے لئے روانہ کیا جسونت سنگھ اور اورنگ زیب کی فوجوں کی ٹکڑ ہو گئی اورنگ زیب جیت گیا اور آگرہ پہونچا دارا اپنے باپ کے منع کرنے کے باوجود اورنگ زیب سے ٹکڑ گیا شکست کھا کر بھاگا۔ پھر گرفتار ہو کر اورنگ زیب کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتار دیا گیا اور اس کی لاش کو ہاتھی پر ڈال کر شہر میں گشت کرایا گیا۔ مراد کو اورنگ زیب نے دھوکے سے قید کر کے فنا کا راستہ دکھا دیا۔ شجاع اورنگ زیب سے مقابلہ کر کے لاپتہ ہو گیا شاہجہاں نے اپنے بڑے بھائی کا خاتمہ اپنی شہزادگی کے زمانے میں کیا تھا اور حصول تخت کے لئے شہر یار کی آنکھیں نکال اور شہنشاہہ دانیال کی اولاد کو قتل کر کے تخت پر قدم رکھا قدرت کی سزا اور انتقام دیکھئے کہ اپنی زندگی میں دو بیٹوں کی موت اور ایک بیٹے کا لاپتہ ہو جانا دیکھا ۲۱ رمضان ۱۰۶۸ھ کا دن تھا کہ شاہجہاں اورنگ زیب کے دھوکے میں آکر اسی قلعہ میں جو ۱۰۳ سال ۴ ماہ ۱۸ یوم بہ حیثیت مقتدر اعلیٰ شہنشاہیت کی تھی اپنے بیٹے اورنگ زیب کو قید کر گیا ۲۴ رجب ۱۰۷۶ھ (۲۲ جنوری ۱۶۶۶ء) تک قیدی کی طرح زندگی کے آخری ۹ سال بسر کر کے ۷۲ سال کی عمر میں دارن لئی سے گزر گیا یہ تھا شاہجہاں کے مظالم اور

خونِ ناحق اور باپ کے خلاف بغاوت اور باپ کو ازیتِ قلبی پہنچانے کا انجام جو قدرت نے شاہجہاں سے لیا۔ اب ملاحظہ فرمائیے اورنگ زیب کا بھائیوں کے ساتھ ظالمانہ سلوک اور باپ سے بغاوت تو اسکو قدرت کی جانب سے سزائیں۔

اورنگ زیب کی باپ سے بغاوت بھائیوں کیساتھ سلوک اور قدرت کی سزائیں

شہزادگانِ مغل کیساتھ باپ کے ساتھ | مغل خاندان کے شہزادوں میں باپ کے خلاف بغاوت و نافرمانیوں کا سلسلہ شہزادہ سلیم (جہانگیر) سے شروع ہوا، ہمایوں نیک اور باپ کا نہایت ہی زما بردار تھا۔ اکبری نافرمانی کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا کہ وہ تیس سال کی عمر میں باپ کے سایہ سے محروم ہو گیا تھا۔ جہانگیر یعنی شہزادہ سلیم سے جو باپ کے خلاف بغاوتوں و نافرمانیوں کا سلسلہ شروع ہوا تو شاہجہاں سے گذر کر اورنگ زیب اور اسکی اولاد تک پہنچا۔

اورنگ زیب کے دادا جہانگیر کا جہاں | اورنگ زیب کا مقابل باپ اور دادا سے | ایک سال ہے وہ شراب و نشہ کا اس قدر عادی تھا کہ پندرہ سال کی عمر سے روز کے دس پیالے شراب دو آتشہ کے جس کا وزن چھ سیر ہوتا ہے۔ رات دن میں بیٹا تھا جس سے نو سال کے عرصہ میں یعنی جبکہ اسکی عمر ۲۴ سال کی تھی اسے رعشہ ہو گیا حکیم ہمام کے معروضہ پر فلنیا (ایفون دبئنگ) کو زیادہ کر کے شراب کو کم کر دیا پھر چھ پیالے ہر پیالہ کا وزن ۱۸ مثقال تھا پینے لگا کچھ دنوں کے بعد فلنیا کو ایفون سے بدل لیا۔ ایفون کی مقدار صبح میں ۸ رتی اور شب میں ۶ رتی علاوہ شراب ہوتی تھی۔ مصاحب کا حاشیہ بھی اسی حیثیت سے جہانگیر کا رہا۔ شاہجہاں یکم فروری ۱۶۱۶ء کو جب چوبیس سال کا ہو گیا تو جشن سالگرہ کے موقع پر خود باپ جہانگیر نے بیٹے شاہجہاں کو انیس کھ شراب کا پیالہ پیش کر کے محبت پرانہ کا اظہار اور مجبور کر کے شراب پلا کر کیا۔ بہر حال شاہجہاں بزمانہ شہزادگی شراب کا عادی رہا۔ شراب کے نشہ کی دھن اور مصاحبین کے غلط حاشیہ کا فائدہ جہانگیر اور شاہجہاں کو باپ کے خلاف بغاوتیں اور نافرمانیاں کرنے کے سلسلہ میں دیا جاسکتا ہے مگر قدرت کی اٹل سزاؤں سے جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے نہ جہانگیر بچ سکا نہ شاہجہاں اورنگ زیب کا جہاں تک سوال ہے اس نے شراب کو کبھی

زندگی بھر منہ تک نہیں لگایا قرآن کی کتابت اور ٹوپیاں بنا کر زندگی بسر کرنے اور شاہی خزانہ سے اپنی ذات کے لئے کچھ نہ لینے کے دعوے ہیں اس کے باوجود قرآن میں باپ کے تعلق سے جو احکام دیئے گئے ہیں اس سے غافل نظر آتا ہے۔ سادگی پسند تھا عیش و عشرت سے بھی اسکو نفرت تھی۔ کسی عورت سے ناجائز تعلقات کبھی نہیں رکھے شریعت محمدیؐ کا سخت ترین پابند بن کر سامنے آتا ہے۔ جہانگیر وٹا بھجیاں راجپوت ماں کی اولاد ہیں جن سے نکاح ناجائز لہذا نسل الحرام یا مجھول نسل کی تعریف میں آتے ہیں مگر اورنگ زیب تو شاہ بھجیاں کے ممتاز محل کے نکاح کی وجہ سے صحیح النسب کی تعریف میں تھا۔ تو اس مجسم شریعت اور صحیح النسب کا اپنے باپ اور بھائیوں کے ساتھ سلوک اور ذاتی زندگی کا جائزہ بھی ہمیں قرآن اور حدیث کی روشنی میں لینا ہو گا چونکہ بادشاہوں کے لئے قانون الہیہ یا مشرع محمدی کوئی علمدہ نہیں ہے۔ یہہ چیز بھی ذہن نشین رہنی چاہیئے کہ اورنگ زیب نے باپ کے خلاف اس وقت بغاوت کی ہے جبکہ وہ شہزاد سے دور اور مذہب سے قریب اور نماز کا پابند ہو چکا تھا۔ یہ چیز تاریخ صاف بتلاتی ہے کہ اورنگ زیب اپنے بھائیوں کے مقابلہ میں سخت محتفی بغض اور ارادوں کا پکا تھا اس نے اپنے بھائیوں اور باپ سے بوقت ضرورت طاقت جھوٹا مکاری اور دھوکے سے کام لیکر تختہ شہی پر بھائیوں کو قتل کر کے اور باپ کو قید کر کے رونق افروز ہوا۔ رسول صلعم کی اس حدیث کا الحاق کر جنگ دھوکے کا دوسرا نام ہے اورنگ زیب پر نہیں ہوتا کہ یہ جنگ جہاد کی تعریف سے باہر اور اقتدار و نفس کے تحت لڑی گئی تھی۔

اورنگ زیب تاریخ قرآن اور حدیث کی روشنی میں

۶ ستمبر ۱۶۵۷ء ۷ مئی ۱۶۷۷ء رازی الحجہ ۱۰۶۷ھ
شاہ بھجیاں بیمار ہوا اور اپنی حالت کو متعز
دیکھ کر اپنے چند خاص ارکان سلطنت سے

دلی عہد دارا شکوہ کے لئے بیعت لی دیکھئے تاریخ دربار آصف صفحہ ۴۲۲) جب اورنگ زیب شرع شریف کا پابند تھا تو باپ کی مرضی اور حکم پر چلتا۔ ایک طرف تاریخ میں راجپندرجی کی نظیر نظر آتی ہے کہ باپ کی زبان عزت آن بان رکھنے کی خاطر تحت و تاج سے ۱۷ سال تک کے لئے دستبردار ہو کر تخت شاہی چھوٹے بھائی کے حوالے کر کے بن باس یستہ ہے ایک طرف اورنگ زیب کو شرع کا پابند بتلایا جائے دوسری طرف قرآن کے خلاف باپ کا باغی ہو یہ دو چیزیں کسی طرح ایک جا جمع نہیں ہو سکتیں آداب فرزند ہی تو اگر اورنگ زیب پابند شرع تھا تو بقرول علامہ اقبال اورنگ زیب کو آداب احمعی اختیار کرنا چاہیئے تھا کہ باپ کے حکم پر گردن اور گلا کٹانے تیار ہو جائے۔

یہ فیضانِ نظر تھا کہ مکتب کی کرامت تھی کہ سکھائے کس نے اُچھلے کو آدابِ فرزندانی بہرہ وال اورنگ زیب کو بھائیوں کو قتل اور باپ کو قید کر کے ۵۰ سال حکومت کرنے کا موقع تو ملا مگر بقرہ مولانا ابوالکلام آزاد ان ہی کے الفاظِ درج کئے جاتے ہیں جو انہوں نے "حضرت سرمد" میں لکھے ہیں۔ "عالمگیر کو کبھی راحت و اطمینان کے دن نصیب ہی نہ ہوئے یہاں تک کہ پیام اجل بھی آیا تو عالمِ غربت و پریشانی میں۔"

یہاں یہ واقعات دو لحاظ سے قابلِ غور ہیں ایک تو یہ کہ باپ سے باغی شاہجہاں نے

باپ بیٹے کا قیدی

جس طرح تخت و تاج حاصل کرنے بھائیوں اور چچا زاد بھائی کے بیٹوں کا قتل عام کیا تھا اور باپ سے بغاوت کی اور اب اورنگ زیب نے جو اپنے ہاتھ بھائیوں اور اس کی اولاد کے خون میں رنگ لئے اور باپ سے بغاوت اور سلوکِ بدکار تکاب کیا، کیا ان افعال نے انہیں اور ان کی اولاد کو سکون سے رہنے بھی دیا یا عبرتناک سزائیں دیں یہ ہر ایک کے لئے درسِ عبرت ہے۔ ہر اولاد کو اس سے سبق سیکھنا چاہیئے۔

اورنگ زیب نے بھائیوں کے خاتمہ کے بعد اکبر آباد کا محاصرہ کر لیا۔ جب شاہجہاں کو اطلاع ہوئی تو بیٹے کو ملنے کے لئے خط لکھا جس کا جواب اورنگ زیب نے یہ دیا کہ اگر حضرت قبلہ قلعہ کے دروازے اور مداخل و محارج میرے آدمیوں کے تفویض فرمائیں تو یہ فدوی حاضر ہوتا ہے شاہجہاں نے کوئی گمانِ بد بھی اورنگ زیب کے بارے میں نہ کیا اور رمضان ۱۰۶۸ھ م ۱۶۵۸ء کو اورنگ زیب کا بیڑا بیٹا محمد سلطان اور ذوالفقار خان شیخ میر، بہادر خان داسلام خاں قلعہ میں داخل ہو گئے۔ شاہجہاں کے پاس آنے والوں کی آمد و رفت بند کر دی گئی، تمام کارخانوں اور خزانوں پر ٹھہریں لگا دی گئیں۔ الحاصل شاہجہاں کے لئے وہی قلعہ عمر آخر تک زندانِ بنادہا۔ دیکھئے تاریخ دربار آصف ۴۷ اور تاریخ شاہجہاں ص ۲۸۳) آگے آئے گا کہ یہی محمد سلطان جس نے دادا کو یہ حکم اورنگ زیب قید کیا تھا وہ بھی اورنگ زیب کے حکم پر ۲۴ سال قید میں رہا اور ۳۸ سال کی عمر میں مر گیا۔

جب قلعہ شاہجہاں نے حسبِ خواہش اورنگ زیب کے آدمیوں کے حوالے کر دیا۔ جب بھی وہ ملنے

شاہجہاں کی ناکام کوششیں

نہ آیا تو بیگم صاحبہ دشاہجہاں کی چہیتی بیٹی) باپ کا پیام لیکر بھائی کے لشکر میں آئی۔ باپ بیٹے

میں مراسلت ہوئی مگر اورنگ زیب نے ہر مصلحت کو ٹھکرا دیا اور بہن کے سمجھانے کو بھی آخر بہن مایوس ہو کر پھر نہ آئی اور اورنگ زیب نے باپ کو تقریباً ۹ سال قید میں رکھ کر حکومت کی کبھی باپ ملنے نہ گیا۔

اورنگ زیب کا ناقابل عفو سلوک باپ کے ساتھ

اورنگ زیب نے باپ کو قید کر کے ہی خاموشی اختیار نہ کی بلکہ باپ کو سارے جواہرات قیمتی ہتھیرا اور دوسرے سامان سے محروم کر دیا۔ حالانکہ

وہ ان سب چیزوں کو بہت عزیز رکھتا تھا یہ سختی یہاں تک بڑی کر شاہی ملبوسات سامان آرائش ظرف وغیرہ رکھنے کے کمرے سر بھر کر دیئے گئے یہ کمرے اسی وقت کھولے جاتے جب کوئی ذمہ دار انسوار معتد خاں اورنگ زیب کا با اعتماد خراجہ سرا موجود ہوتا ہر موقع پر شاہی بھجھاں کی ذلت پہرہ دار کرتے آخر خاندانے اسکو ان مصیبتوں کے برداشت کی طاقت عطا کر دی اور تسلیم درضا کی کیفیت میں مذہبی فرائض و مطالعہ میں اپنا وقت صرف کرتا رہا۔ اورنگ زیب تخت پر بقیہ کر لینے کے بعد فرائض پسری معمول گیا دیکھتے تاریخ شاہی بھجھاں ص ۲۸۴ ہی کے جملے (درج کئے گئے)

غضب خدا کا

خانی خان لکھتا ہے کہ ایک فقہ زادے سے جو مشرف جواہر خانہ کا پیشکار تھا اورنگ زیب نے یہ سنا کہ دار شکوہ نے جواہر خانہ میں بادشاہ کو مطلع کر کے اپنے جواہر مردود ایسی ۲۷ لاکھ کے بھجورے ہیں۔ اورنگ زیب نے اپنے باپ کو طلب کیے بعد رد و قدح شاہی بھجھاں نے طوعاً کو غالب اورنگ زیب کے یہاں روانہ کر دیئے لیکن ایک تیس ہزار ایسی کے ستودانہ غلطان بجزنگ دہم وزن تھے جسکی قیمت ۴ لاکھ تھی اور جس کا امام بڑی سعی سے میسر ہوا تھا ایک الماس کی آرسی جو ہمیشہ شاہی بھجھاں کے گلے میں رہتی تھی اورنگ زیب کے پاس روانہ نہیں کی جس پر اورنگ زیب نے اپنے باپ کو لکھا ہے ایسے تحفے ایام سلطنت کے ملبوسات سے ہوں انکو گوشہ نشینی میں پاس رکھنا تقویٰ کے خلاف ہے۔ باپ اس تحریر کو دیکھ کر سخت آشفٹہ خاطر ہوا آرسی کو تو گلے سے اتار کر خواجہ سرا کے حوالے کر دی مگر تیسرے کے لئے فرمایا اس پر درود پڑھے جاتے ہیں اس کو ہارون میں کوٹ کر نرم کر کے دوں گا۔

جب یہ پیام عالمیگر سے خواجہ سرا نے کہا تو آرسی باپ کے گلے کی تولی لی اور تسبیح کیلئے خاموش ہو گیا دیکھتے تاریخ دربار آصف ص ۴۳) باپ بیٹے کی مراسلت کو مکمل لکھنا اس مختصر سے معنون میں ناممکن ہے مگر اس شریعت پسندی کے دعوے دار اورنگ زیب کے خطوط کے چند جملے باپ کو لکھے گئے نوٹ کئے جاتے ہیں۔ اورنگ زیب باپ کو لکھتا ہے :-

” آپ کا اب کوئی قابو سیاسی و مالی امور پر نہیں۔ یہ اختیارات بڑے شہزادے نے غضب کر لئے ہیں۔۔۔۔ جب میں نے یہ محسوس کیا کہ اب سیاسی معاملات آپ کے قابو سے باہر ہیں، آپ دوسرے لشکروں کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں۔ جو کچھ وہ کہتا ہے اس پر فرمان جاری کر دیتے ہیں۔ تو اپنی خودداری محفوظ رکھنے میں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیان کرنے کا تصفیہ کیا میرا راہ میں آپ نے جونت سنگھ کو نہ آنے روانہ کیا میں نے اس کو شکست فاش دی۔ اب میں نے سنا ہے شاہ بلند اقبال (دارا) مجھ سے لڑنے دھول پور آئے ہیں چونکہ وہ میرے خلاف کامیاب نہیں ہو سکتے اس لئے ان کے حق میں بہتر ہوگا کہ اپنی جاگیر پنجاب چلے جائیں اور آپ کے خدمات میرے سپرد کر دیں۔“ (دیکھو جامع الانساب ص ۱۵۸۔ ۶۰ تاریخ شاہجہاں ص ۲۷۹ و ۲۸۰ تاریخ آصف ص ۲۲۸)

مندرجہ بالا تحریر ایک مذہب کے پابند اور قرآن کی کتابت کرنے والے کی اپنے باپ کو ہے جو باپ کی زندگی تک باپ سے نہیں ملتا اور تقریباً ۹ سال قید میں رکھ کر باپ کے دفن ہونے کے بعد جب اس سانحہ کی خبر عالمگیر کو ہوئی تو بہت رویا اور فردوسِ آشیانی کے لقب سے ملقب کیا خود ۲۰ اشعبان کو شاہجہاں آباد دار الخلافہ آیا دوسرے روز بادشاہ کے مزار کی زیارت کی۔ بارہ ہزار روپے مجادوں کو دیا قلعہ میں جا کر بیگم صاحب اور اہل ماتم کا لباس ماتمی اتروایا۔ (دیکھئے دربار آصف ص ۲۳۱)

- ۱۔ جب اورنگ زیب نے باپ کو جنتی سمجھ کر فردوسِ آشیانی کا لقب عطا کیا تو اس نے یہ ثابت کر دیا کہ جنتی باپ کو قید کرنے والا بیٹا بلاشبہ جہنمی ہے۔
- ۲۔ بارہ ہزار روپے جو مجادوں کو دیئے وہ شاہی خزانے سے دیئے یا کتابت قرآن اور ٹوپیاں بنا کر جمع کر کے۔ اگر شاہی خزانے سے مجادوں کو دیئے تو کیا یہ اورنگ زیب کا اسراف نہیں تھا، گویا گھاؤں والوں کی زبان میں مرنے تک دودھ کو ترسایا بعد مرنے کے بھینس قبر پر بانہ ددی۔ اب رہا۔“ جب باپ کے مرنے کی خبر عالمگیر کو ہوئی تو بہت رویا۔“ گویا بقول غالب :-

کی میرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زود پشیاں کا پشیاں ہوتا

اورنگ زیب قرآن وحدیث کی مزید روشنی میں

مندرجہ بالا مستند مختصر سے حوالہ جات کے ذریعہ مزید تفصیل لکھنا ہم باعث طرالت سمجھتے ہیں اورنگ زیب کا قرآن اور حدیث کی روشنی میں جائزہ لیتے ہیں۔ دنیادی حیثیت سے بار بار

باپ کی تقویٰ اور کسی کو ولیعہد بنانے کا اختیار بھی باپ یعنی بادشاہ ہی کو ہوتا ہے جو لوگ اورنگ زیب کو مذہبی بلکہ ولی سمجھتے ہیں وہ قرآن اور حدیث کی توہین کے کیا سرکیب نہیں ہوتے؟ اللہ پاک قرآن پاک میں پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل ۷۱ رکوع ۱ میں فرماتے ہیں۔ ”تم اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کیا کرو تیرے پاس ان میں سے ایک یا دونوں بوڑھلے کبیرے جیسے قرآن کو کبھی ”ہوں“ بھی مت کہنا اور نہ انکو جھڑکنا اور ان سے خوب ادب سے بات کرنا اور ان کے سامنے شفقت سے انکاری کے ساتھ جھکے رہنا اور یوں دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار ان دونوں پر رحمت فرمائے جیسا کہ انہوں نے مجھ کو بچپن میں پالا پرورش کیا۔“ اس قدر اللہ پاک کے صاف صاف احکام کے بعد اورنگ زیب اگر مذہب کا پابند ہوتا اور ریاکاری اور نفس کو دخل نہ ہوتا تو وہ باپ کے ہر حکم کے آگے سر تسلیم خم کر دیتا باپ کو قید میں رکھ کر قرآن کی کتابت کے ذریعہ روزی کمانے کا دھونگ ایسا گناہ ہے جو کمال اہل معافی نہیں ہو سکتا کیا وہ قرآن لکھتے دقت قرآن کی ان آیات کو بے معنی سمجھ کر لکھا کرتا تھا جبکہ پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل ۷۱ رکوع ۳ میں اللہ پاک مزید فرماتے ہیں، (اور اگر اپنے رب کی طرف سے جس رزق کے آنے کی امید ہو اسکے انتظار میں جھکو ان (مانبا) سے پہلو تہی کرنا پڑے تو ان سے نرمی کی بات کہہ دینا اور نہ تو اپنا ہاتھ گردن ہی سے باندھ لینا چاہیے اور نہ بالکل ہی کھول دینا ماسوائے درنہ الزام خوردہ تہیدست ہو کر بیٹھ رہو گے۔ بلاشبہ تیرا رب جسکو چاہتا ہے زیادہ رزق دے اور وہی تنگی کر دیتا ہے بیشک وہ اپنے بندوں کو خوب جانتا ہے)۔ اس ایک قرآن کی آیت روشنی میں اورنگ زیب کا سلوک باپ کے خلاف کیا اسکو پابند شرع اور مذہبی سمجھنے کی اجازت دیتا ہے اللہ پاک پھر سورہ بقرہ جز اول رکوع ۹ میں فرماتے ہیں (وہ زمانہ یاد کرو جب لیا ہم نے تورات میں قول دے قرآن بنی اسرائیل سے کہ کسی دقت عبادت مت دیکھو کسی کی بجز اللہ تعالیٰ اور ماں باپ کی اچھی طرح خدمت گزاری کرنا) اس قدر واضح احکام الہی کے باوجود قرآن کتابت کرنے والے فرزند نے باپ کو قید میں رکھ کر جبر سلوک کیا ہے کیا تاویل معافی ہے؟ اللہ پاک سورہ بقرہ رکوع ۲۵ جز ثانی میں فرماتے ہیں۔ (لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ

خرچ کریں آپ فرمادیجئے کہ جو کچھ مال تم کو صرف کرنا ہو سو ماں باپ کا حق ہے اور (قرابتداروں کا) لنگ زیب نے بھائیوں کا جو حق قرابتداری (اداکار) تاریخ شاہد ہے باپ کو قید کرنے کے بعد اس کے لی آرسی تک نکلوانی اور باپ کے مال پر ہسٹر توڑے کروا دیئے پھر کتابت قرآن کا دعویٰ اور مذہب بندی کا اعلان کیا مگر دفریب بن کر نہیں رہ جاتا جبکہ سورہ البقرہ میں مزید اللہ پاک فرماتے ہیں اپنے ماں باپ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور سکیوتوں اور قرابت دار پڑوسیوں اور اجنبی پڑوسیوں پاس کے بیٹھے مالوں اور سافروں اور اپنے لونڈی غلاموں کے ساتھ نیک سلوک کرتے رہو) قدر صاف آیات قرآنی کی روشنی میں اور لنگ زیب کا باپ کے ساتھ بھائیوں کے ساتھ سلوک اس کا پکا دنیا دار منافق یا ریاکار ثابت نہیں کرتا ان واقعات کی روشنی میں وہ کس تعریف فقی قرار پاتا ہے؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب فاسق کی تعریف کیجاتی ہے تو اللہ تعالیٰ غصہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے اس کا عرش ہلنے ہے (مشکوٰۃ) فاسق کی تعریف یہ ہے کہ جو خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے کیا لنگ زیب کا سلوک باپ کے ساتھ اللہ و رسول کی نافرمانی نہیں ہے؟ پھر کتابت قرآن کا دعویٰ کو قید میں رکھ کر کیا ریاکاری نہیں ہے؟

اب ہم رسول مقبول صلعم کے فرامین کی طرف آتے ہیں۔ بخاری و مسلم شریف میں درج ہے۔
سرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا کہ "آؤ بڑھاک آؤ رہو" کسی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون شخص؟ فرمایا "جس بوڑھے ماں باپ پائے اور پھر جنت حاصل کرنے میں کوتاہی کی"۔ یعنی محروم رہا۔ اس حدیث کی روشنی میں اور لنگ زیب کو آیا مذہبی یا دلی قرار دیا جاسکتا ہے؟ مسلم میں درج ہے۔
سرت ابو ہریرہ سے روایت ہے آقا کے نامدار حضور صلعم نے فرمایا رسوا ہو رسوا ہو جس اپنے والدین کو درزن کو یا کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا پھر ان کی خدمت کر کے ت میں داخل نہ ہوا) اس حدیث کی روشنی میں بھی اور لنگ زیب نے باپ کی کیا خدمت کی کیا نت کا مستحق قرار پاتا ہے یا رسوائے زمانہ؟ ابن ماجہ میں درج ہے۔ (حضرت ابو امامہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ ماں باپ کا اپنی اولاد پر کیا حق ہے۔ حضور فرمایا حق۔؟ وہی تیری جنت اور دوزخ ہیں) اس حدیث کی روشنی میں اور لنگ زیب پ کو قید کر کے جنت خریدی یا دوزخ۔؟ بخاری شریف میں درج ہے (حضرت عبداللہ بن عمر

سے روایت ہے کہ فرمایا رسول مقبول صلعم نے گناہ کبیرہ خدا کا شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کسی کی جان لینا جمعہ ٹی قسم کھانا ہیں) دیکھئے! اورنگ زیب نے باپ کے مقرر کردہ دارا کو تسلیم نہ کر کے نہ صرف نافرمانی کی بلکہ تلوار اٹھائی سب بھائیوں کی جان لی پھر مر ساتھ قرآن کو بیچ میں رکھ کر معاہدہ کا احترام تک نہ رکھا باپ کو مدت العمر قید میو مسلم میں درج ہے (حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا فرمایا رسول مقبول صلعم نے بیٹا کے احسان کا بدلہ ہرگز نہیں اتار سکتا بجز اس صورت کہ اسکو غلامی کی حالت میں پائے اسے خرید کر آزاد کر دے)۔ اس حدیث کئی روشنی میں غور کرنے کا مقام ہے کہ آزاد بار نے قید میں ڈال کر غلام بنا ڈالا۔ ابوداؤد میں لکھا ہے (حضرت ابن عمرؓ روایت ہیں ایک شخص حضور پر نور صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کیا رسول اللہ! میرے بھی ہے اور اولاد بھی اور میرا باپ میرے مال کا محتاج ہے تو میں اپنی اولاد پر خرچ کر دوں؟ حضورؐ نے فرمایا تم اور تمہارا مال دونوں تمہارے باپ کے ہیں۔ اسے اولاد پاکیزہ ترین کمائی ہے لہذا تم اپنے اولاد کی کمائی کھاؤ) اس حدیث کی روشنی میں باجائے خود محنت کر کے باپ کو کھلانے کے، اُسی کی دی ہوئی فوج سے کام لیکر باپ کو مال و دولت سے محروم کر دینا کس مقام کا پتہ دیتے ہیں؟ ابن ماجہ میں درج ہے (حضرت ابوداؤدؓ نے سن کر روایت کی کہ باپ بہشت کا صدر دروازہ ہے۔ اب تو چاہ۔ دروازہ کی حفاظت کر اور چاہے کھودے) اس حدیث کی روشنی میں اورنگ زیب نے جنت کی حفاظت کی یا اسے کھودیا۔ یہی میں درج ہے (حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں نبی کریم ص فرمایا مال باپ کی طرف رحمت و شفقت سے جو دیکھے تو اس کے حساب میں ہر نظر کے بدلے ایک حج کا ثواب ملتا ہے۔ صحابہ نے عرض کی اگر دن میں سو مرتبہ دیکھے تو حضورؐ نے فرمایا اللہ بہت پاکیزہ ہے) یعنی برابر سواج کا ثواب دے گا۔ اورنگ زیب باپ کو قید کرنے کے بعد کی خواہش اور بہن کے سمجھانے اور باپ کے خطوط کے باوجود ایک مرتبہ بھی اسکو قید کر۔ بعد نہیں ملا۔ اصلی حج سے تو سلطنت اور ہوس ملک گیری کی وجہ سے کعبہ جا کر سعادت کرنے سے محروم تھا ہی باپ کو قید میں رکھ کر آخر اورنگ زیب نے کیا پایا؟ ترمذی میو ہے۔ (حضورؐ نے فرمایا خوش قسمت ہیں وہ جو باپ کے فرمانبردار ہیں باپ کی خوشنودی اللہ کی خوشنودی ہے) حضورؐ کے اس ارشاد کے معنی صاف ہیں کہ باپ ناراض تو خدا

پھر اورنگ زیب کی عبادت ریاضت ظاہر داری اور مکاری کے سوائے اور کیا رہ جاتی ہے بہر حال مزید احادیث مضمون کو طویل بنادیں گے اس قدر قرآن و احادیث کی روشنی میں کون ایسا ہو سکتا ہے جو اورنگ زیب کو دلی قرار دے اور مغت میں اپنے لئے اللہ اور رسول کے احکام کے خلاف اس کے عمل کرنے پر کبھی اسکی تعریف کر کے اپنے لئے عذاب مول لے۔

اورنگ زیب کو قدرت کی سرائیں

اورنگ زیب کے پانچ بیٹے تھے، ایک (۱) محمد سلطان (۲) محمد معظم شاہ عالم شاہ بہادر (۳) اعظم شاہ (۴) اکبر شاہ (۵) کام بخش۔ اب ان کے انجام کے تعلق سے تبصرہ سینے۔

اپنے زمانہ صوبہ داری میں اورنگ زیب نے اپنے بڑے بیٹے محمد سلطان کی شادی امامیہ مذہب کے حامل عبداللہ قطب شاہ کی بیٹی سے اسکی کمزوری دیکھ کر شرائط صلح نامہ کی ایک شرط قرار دے کر تکمیل صلح نامہ کی تکیس کے طور پر کردی جو بلاشبہ ایک ظلم کہا جاسکتا ہے چونکہ عبداللہ قطب شاہ اولاد نرینہ سے محروم تھا اورنگ زیب اس خیال میں تھا کہ عبداللہ قطب شاہ کے بعد اس کا بیٹا محمد سلطان سلطنت کا مالک ہو جائے گا مگر محمد سلطان ۳۸ سال کی عمر میں اورنگ زیب اور عبداللہ قطب شاہ کے حین حیات ہی مر گیا اور عبداللہ قطب شاہ کی بیٹی بادشاہ بی بی کاکیا حال ہوا تا سرخ ساکت ہے۔

محمد سلطان

اورنگ زیب اپنے بیٹوں میں محمد اعظم اور اکبر شاہ کو بہت چاہتا تھا محمد اکبر کی دو خوبیاں بیان

شہزادہ محمد اکبر کی بغاوت

رتا تھا کہ محمد اکبر نماز جماعت سے پڑھتا اور کوئی جمعہ ترک نہیں کرتا اور مخالفانِ دین سے کچھ سروکار نہیں رکھتا ہے۔ مگر یہی شہزادہ محمد اکبر شاہ راجپوتوں سے سازش کر کے اپنے باپ اورنگ زیب کے خلاف بغاوت پر کمر بستہ اور سنسٹ ہزار فرج لیکر مقابلہ کے لئے نکلا مگر چونکہ اکثر فرج کے سرداروں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا اب وہ فرار ہو کر سیناجی کے پاس پہنچا اس نے شہزادہ اکبر کا بڑے تپاک سے استقبال کیا اورنگ زیب نے گرفتاری کے احکام جاری کئے۔ اکبر چند روز سیناجی کے پاس نہان رہ کر ایران جانے کے ارادہ سے جہاز میں بیٹھا بادِ مخالف نے جہاز کو بے راہ کر کے مسقط پہنچا دیا۔ امام مسقط نے محمد اکبر کو نظر بند کر کے اورنگ زیب کو لکھا کہ اگر آپ دو لاکھ نقد روانہ کریں اور مسقط کے اجناس کا جو بندر سورت جاتا ہے محصول معاف کر دیں تو محمد اکبر کو آپ کے

پاس روانہ کیا جاتا ہے۔ اورنگ زیب نے حسبِ منشا احکام جاری کر دیئے اور رستم روانہ کر دی اور محمد نائل کو اکبر کو لانے کے لئے روانہ کیا۔ یہاں غور طلب امر یہ ہے کہ بیٹے کی بغاوت کو اورنگ زیب نے بغاوت سمجھا اور اپنی بغاوت کو باپ کے ساتھ کی تھی کیا وہ بغاوت نہ تھی۔ ؟ باپ کی دی ہوئی قوت خیمہ اور فوج کو لے کر ہی باپ کے خلاف جنگ کی اور اُسے قید کر دیا، اب بیٹے کی بغاوت نے اسے بے چین کر دیا۔ ادھر جب یہ خبر شاہ سلیمان والی ایران کو ہوئی تو اس نے امام مسقط کو لکھا کہ ہمارے مہمان غنیزادے اکبر کو ہمارے پاس نہایت عزت کے ساتھ روانہ نہ کیا گیا تو ہماری جڑیں تمہارے ملک کو تباہ و برباد کر دیں گی۔ امام مسقط پریشان ہو گیا فوری شہزادے اکبر کو ایران روانہ کر دیا۔ اورنگ زیب کی یہ ایسی ذلت اور ہتک تھی کہ شاہ ایران کے قبضہ سے اکبر کو حاصل نہ کر سکا۔ شاہ ایران کی مشرقت تھی کہ شہزادہ اکبر سے کہا تم ہمارے عزیز مہمان ہو باپ سے ٹکرانا ٹھیک نہیں باپ کے بعد ہم تمہاری بھائیوں کے مقابلے میں مدد کرینگے یا دہوگا کہ شاہجہاں کی اپنے باپ سے بغاوت کے دقت بھی شاہ ایران نے باپ کی فرمانبرداری کی تلقین کر کے ایسا ہی جواب دیا تھا شہزادے اکبر اورنگ زیب کی عمر کے آخری سال یعنی ۱۶۵۷ء میں مر گیا گویا صرف ایک سال قبل کس طرح اورنگ زیب کو باپ سے بغاوت کا بدلہ ملا لائقِ غور ہے۔

اب اورنگ زیب کے تین بیٹے محمد معظم شاہ عالم شاہ بہادر (۲۵) اعظم شاہ (۳۰) کام بخش اورنگ زیب کے انتقال کے وقت زندہ تھے۔ اب ان کی تباہی سنئے۔

اورنگ زیب کا وصیت نامہ

دی تھی اور دوسری روایت کے لحاظ سے اپنے بچہ کے بیچ رکھی تھی جس میں لکھا تھا معظم شاہ شمالی اور شمالی مشرقی صوبوں پر قبضہ کرے، اورنگ زیب کو دارالسلطنت بنائے اور معظم شاہ اگرچہ اور جنوب مغرب کے ملکوں پر سارے دکن حکمت قابض ہو اور اگر کو پایہ تخت بنائے گوکنڈہ اور بیجا پور کی دو ریاستیں کام بخش کے پاس رہے۔ (دہلوی دربار اصف ص ۴۸۸) اورنگ زیب نے اپنے باپ کی نصیحت و وصیت اور ملک کی تقسیم جو اس نے اپنے بیٹوں میں کی تھی کب راضی ہوا تھا سب کا صفایا کر کے تنہا قابض ہوا تو اسکی اولاد کب اسکی وصیت سننے والی تھی۔

اورنگ زیب کی وصیت اورنگ زیب کا بھرم کھول دیتی ہے

اورنگ زیب جیسا کہ کہا جاتا ہے شرع کا پابند اور ولایت کے مقام پر باپ کو قید کر کے خارج

تھا تو اس نے اپنے ملک کی تقسیم اپنے بیٹوں میں کر چکی تھی کیوں کہ؟ لادملوکیت فی الاسلام یعنی اسلام میں ملوکیت کے لئے کوئی مقام نہیں، نیز جب معاویہ کے بعد تخت نشین ہوا تو اسی اصول کو متواتر امام عالی مقام حضرت حسینؑ نے اپنا سر مبارک کٹوا دیا تھا۔ حضرت عمرؓ زخمی ہوتے ہیں آپ کے بعد خلافت کا مسئلہ پر غور ہو رہا ہے اور آپ نے جہد اشخاص کے نام دیکر فرمایا کہ اس میں سے کس ایک کو خلیفہ بنا لو تو ایک صاحب نے آپ کے فرزند عبداللہؓ کا نام بھی پیش کیا جو بلاشبہ قابل و عالم اور رسول اللہ صلعہ کے زیر سایہ اور قدروں میں رہ کر عالم حدیث بن گئے تھے۔ حضرت عمرؓ نے اپنی اس کمزوری کی حالت میں بھی اس شخص کو طمانچہ مار کر فرمایا لادملوکیت فی الاسلام کیا تو اسلام کے اس زین اصول کو ختم کر دینا چاہتا ہے۔ تو اورنگ زیب نے کسی غیر کی نشانہ گیری اپنے بعد کیوں نہیں کی؟ اسلام کے اس درین اصول کو ختم کیسے کر دیا اور حکومت کو اپنی وراثت کیسے سمجھا؟

کیا اورنگ زیب کے جانشین نااہل تھے؟

یہ کہا جاتا ہے کہ اورنگ زیب کے جانشین نااہل تھے جسکی وجہ سے سلطنت مغلیہ ختم ہو گئی اور لاؤتیر کہ جیسا اوپر بیان کیا گیا ہے اسلام میں جانشینی کے لئے بیٹے کی شرط ہی نہیں چاہیے وہ حکومت کا میدان ہو کہ روحانیت کا انتخاب اہلیت کی بنا پر ہو گا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں علامہ اقبالؒ زملتے ہیں جبکہ نااہل کو گدی پر بٹھا دیا جائے۔ میراث میں انکی ہے انہیں مسند ارشاد و زاغوں کے تصرف میں ہیں عقلا کے لئے نشین جب اورنگ زیب نے باپ کو نااہل سمجھ کر حکومت چھین لی تو پھر نااہل فرزندوں کو جنکو وہ بہتر جانتا تھا نامزد کیسے کیا؟ پرنسپل یوسف سلیم چشتی لکھتے ہیں۔ ”مجلس تماش کے جانشین حضرت عالمگیر کو میسر آئے اگر اکبر مرتد کو میسر آجاتے تو سلطنت مغلیہ ۱۷۰۸ء میں ختم ہونے کے بجائے ۱۶۲۸ء میں ختم ہو جاتی۔“ علامہ اقبالؒ روزِ بنجودی درحی حریت اسلامیہ دوسرے حادثہ کو ”بلا“ میں فرماتے ہیں جس کی تفسیر پرنسپل صاحب نے کی ہے اس میں لادملوکیت الاسلام پر زور دیا اور امام حسین علیہ السلام کی شہادت اس اصول کو زندہ رکھنے قرار دی ہے۔ پھر اسی کتاب میں علامہ اقبالؒ اورنگ زیب کے سلسلہ میں اور پرنسپل صاحب اپنی تفسیر میں اس نکتہ سے ہٹ جاتے ہیں اگر اورنگ زیب نے باپ سے حکومت اسکو نااہل سمجھ کر لے لی اور نااہل اولاد کے حوالے کر دی تو قسم بہ خدا پوری خرابی کی ذمہ داری روز قیامت اورنگ زیب کے سر پر ہوگی۔ اب رہا صرف اورنگ زیب کی اولاد کو پرنسپل صاحب کا نااہل ماننا اور اکبر مرتد کی اور جہانگیر کی اولاد کو اہل سمجھنا تاریخ کے مغاثر ہے۔ جبکہ جہانگیر کا عیاشی

نونی، نہ کا عادی اور ظالم تھا اور یہی حال تھا شہجہاں کا بھی...“ مگر کرد و زب کا لبہ انہوں نے زیب تن نہیں کیا تھا۔ اورنگ زیب کی اولاد تو حافظ قرآن وغیرہ تھی محمد سلطان اورنگ زیب کا بڑا بیٹا حافظ قرآن عربی فارسی ترکی میں مہارت رکھتا دوسرا بیٹا محمد معظم حافظ قرآن عربی فارسی اور ترکی خوب بولتا تھا علم قرأت و تجوید پر عبور اور قدرۃ محدثین تھا۔ پھر کام بخش بھی حافظ قرآن تھا پھر جیسا ابھی آگے آئے گا کتوں کی طرح کٹ کر کیوں مر گئے اور محمد سلطان کے مرنے کے بعد معظم بڑا بیٹا ۵۶ سال کا ہو گیا تو ہمیشہ سب کے سامنے کہا کرتا بال سفید ہو گئے، دل کی حسرت دل ہی میں رہے گی باپ مرنے کا نام نہیں ایسا رقعہ عالمگیری میں جو خط اورنگ زیب نے اس کو لکھا موجود ہے کہ میں تیری خواہش پر نہیں مر سکتا۔ اپنی موت آنے پر مردنکا اورنگ زیب بیٹوں کے احتمالات اتار طبع کو دیکھ چکا تھا۔ پھر بھی لا ملوکیت فی الاسلام کے اعلیٰ اصول کو ختم کر دیا۔ اسکی ذمہ داری اسکی اولاد پر نہیں خود اس پر عائد ہوتی ہے۔

محمد اعظم فرزند اورنگ زیب کا عبرتناک انجام | اورنگ زیب کے انتقال ۱۰۷۰ھ کے بعد معظم شاہ دہلی میں تخت نشین

ہوا اور باپ کی وصیت پر عمل کرنے بھائیوں کو لکھا مگر اس کے بھائی اعظم شاہ نے جواب میں لکھا کہ اسے عقل و ہوش باختم کیا تو نے گلستان نہیں پڑھی جس میں شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ ”دو بادشاہی در اتلے تلخند“ یعنی ایک ملک میں دو بادشاہ نہیں رہ سکتے آخر اس قدر خریز جنگ ہوئی کہ الامان والحفیظ۔ آخر محمد اعظم اورنگ زیب کے دوسرے فرزند کا سردوران جنگ رستم دل خاں نے جسم سے جدا کیا یہ تھی اورنگ زیب کو بھائیوں کو ختم کرنے کی سزا۔

کام بخش فرزند اورنگ زیب کی عبرتناک موت : اورنگ زیب کا آخری بیٹا کام بخش حافظ قرآن ہوتے ہوئے بڑا ظالم اور رسوائے زمانہ تھا ناحق اپنے امیروں رستم دل خاں حسن خان، سیف خاں، احمد خان کو قید کر کے عذاب دے کر مار ڈالا۔ پھر بڑے بھائی معظم شاہ کے ایلی معتبر خاں کو قید اور اس کے ساتھیوں کو جو بے گناہ تھے دعوت دے کر بلوایا اور سب کو قتل کر ڈالا جب بڑے بھائی معظم نے یہ خبر سنی تو اسنی ہزار فوج لیکر دکن آیا کام بخش بھائی کے مقابلہ کے لئے نکلا مگر کام بخش کے مظالم قتل و خوریزی کے باعث اکثر امراء سپہ سالاروں نے اسکا ساتھ چھوڑ دیا۔ کام بخش نے پھر بھی بڑے بھائی کے ساتھ جنگ کی اور اس قدر زخمی ہو کر گرفتار ہوا کہ اس کے بھائی معظم کے جراحہل کو بلانے کے قبل اس نے دم توڑ دیا۔

مغظم نے پانچ سال درماہ حکومت کی جو جنگوں کی نظر ہوگئی اسکے انتقال کے بعد تو اسکی اولاد کی آپس کی لڑائیاں طریقت الملوک رتبہ ہی خانہ ان خلیہ کی تباہی کی طویل خرن کے آشور لانے والے واقعہ کہا نیاں بن کر تاریخ میں محفوظ ہو گئیں یہ تھا اورنگ زیب کی موس گیری کا انجام اور باپ کی نافرمانی کے نتائج۔

۱۔ اورنگ زیب کو قید کرنے کا جنون

باپ کو قید کرنے کے بعد اورنگ زیب پر ہر ایک کو قید کرنے کا جنون سر پر سوار ہو گیا تھا خود اپنی اولاد اور بہو پر تروں کو قید کر تا جنونی کیفیت میں نظر آتا ہے۔

بڑا بیٹا محمد سلطان قید میں : اورنگ زیب کے بڑے بیٹے محمد سلطان نے

اپنے حقیقی تایا شجاع کی بیٹی سے شادی کرنی معتب ہوا تلخ گویا ریں قید کر دیا گیا ۱۶۷۲ء میں اس کا قصور معاف کیا گیا چار سال بعد ۱۶۷۷ء میں ۳۸ سال کی عمر میں انتقال کر گیا۔

دوسرے بیٹے ولیعہد سلطنت معہ متعلقین قید میں :- محمد سلطان کے انتقال

کے بعد اس کا دوسرا بیٹا محمد معظم ولیعہد سلطنت ہوا بعض غمازوں اور مفیدوں نے اورنگ زیب کو بھڑکایا کہ یہ والی گو کٹھنہ الرحمن سے سازش رکھتا ہے جو سر اسر غلط تھا اورنگ زیب نے ولیعہد سلطنت کو ۱۸ ربیع الثانی ۱۰۹۷ھ معہ اسکے بیٹے محمد اعظم کو ایک مکان میں بلا کر مقید کیا تمام کارخانے ضبط کر لئے اسکی بیگم نور النساء بیٹی اپنی بہو کو بھی قید کر دیا دیکھو تاریخ دربار اصف ۱۷۸ ص ۴۸۸) زوال دولت قطب شاہیہ ص ۲۹۰ ص ۲۹۱ پر اس واقعہ کو یوں لکھا ہے (.... ۲۱ فروری ۱۶۷۸ء میں اورنگ زیب نے اپنے ولیعہد اور وارث تخت و تاج کو معہ اس کے تینوں لڑکے معز الدین محمد اعظم اور رفیع القدر ہی کے ساتھ نظر بند قید کر دیا بلکہ شاہ عالم کی چہیتی بیوی نور النساء بیگم پر بھی نازیبا سختی کی گئیں اس پر بھی الزامات عائد کئے گئے اور قید کر دیا گیا اورنگ زیب کی نظر میں معظم کا یہ جرم اتنا سخت تھا کہ سات سال تک اس نے اپنے ولیعہد وارث تخت کو معہ متعلقین سخت قید میں رکھا منوجی اور رخانی خاں اس بات پر متفق ہیں کہ قید کے زمانے میں معظم اور اسکے اہل خانہ ان پر ناقابل برداشت سختی کی گئیں۔ خانی خاں لکھتا ہے کہ معظم کے قید کئے جانے کا اورنگ زیب کو بہت رنج تھا کہتے ہیں کہ نظر بندی کے احکام جاری کرنے کے بعد وہ اپنے خیمہ میں واپس ہوا تو ملکہ کی موجودگی میں اپنے دونوں رازوں پر ہاتھوں سے پیٹ پیٹ لئے اور کہا آج ہماری عمر بھر کی کمائی لٹ گئی اس سلسلہ میں اثر عالمگیری ص ۲۹۰ تا ص ۲۹۵ خانی خاں جلد دوم ص ۳۳۳ تا ص ۳۳۵ حدیثہ العالم ص ۴۱-۴۱۱ منوجی جلد دوم ص ۳۰۱-۳۰۵ شہادت کئے دیکھ جاسکتے ہیں۔ اس سے اورنگ زیب کے خلل دماغ کا

بخوبی پتہ چلتا ہے کہ وہ نہ صرف باپ بلکہ اپنی اولاد کو تک برسوں شک کی بناء پر قید کرتا ہے۔ اس مختصر تفصیلات وحوالہ جات سے بخوبی اندازہ ہو جائے گا کہ قدرت نے اورنگ زیب کو باپ کو قید کرنے کی کیسی سزا دی ایک ذہنی عذاب اس پر طاری کر دیا۔ شہزادے اکبر کی بغادت کے سلسلہ میں بھی اس کی کسی زک لٹھانی پڑی۔ اورنگ زیب کو میراث صاحب قرآن کہنے لگی آئی :- باپ پر زیادتی کرنے اور قید کرنے والے اورنگ زیب نے جب تخییر تلعہ پر لے کر کے بہو سال گڈھ کی جانب کوچ کیا۔ ۲۸ ربیع الثانی کی شب کے وقت غیر موسم بارش اس روز زور و شور سے ہوا کر سیلاب بکلا میں تمام لشکر مبتلا ہوا۔ اور ہر طرف فریاد و الامان بلند ہوئی اس وقت اورنگ زیب جا ضرور (بیت الخلاء) میں تھا سمجھا کہ دشمن نے ناگہاں حملہ کیا ہے جس سے یہ شور و غوغا مچا ہے۔ چنانچہ اس اضطراب میں اٹھا پادل پھیلا اد پادل میں ایسی ضرب شدید آئی کہ علاج پذیر نہ ہوئی اور میراث صاحب قرآن کہنے لگی ما تھ آئی۔ دیکھو تاریخ دہار آصف ص ۲۸۶۔ یہ تھی باپ کی نافرمانی کی سزا کہ جد اعلیٰ امیر تیمور رنگ ظالم کی طرح اس کا یہ آخری طاقتور پوترا ظلم کی انتہا باپ پر کر کے عمر بھر کے لئے جکڑا ہو گیا۔

اورنگ زیب کا ایک پہلو اور اعتراضات کے جواب

”والدین کے حقوق“ کا پہلا ایڈیشن صاحب ذوق حضرات نے اس قدر تیزی سے باقوں ہاتھ لیا کہ ”دوسرے ایڈیشن کی زبوت تو آگئی مگر وجہ مصروفیت اشاعت میں تاخیر ہو گئی۔ بعض زبانی اعتراضات توسط در توسط ہمیں موصول ہوئے کہ آئندہ ایڈیشن میں اورنگ زیب کی باپ سے بغادت و نافرمانی کے سہ کو نکال دیا جائے تو اچھا ہو گا اس کے دو وجوہ بتلائے گئے۔

(۱) اورنگ زیب کو علیہ الرحمہ کہتے ہیں اسے باپ سے بغادت کو خارج کر دیا جائے تو اچھا ہو گا (۲) اورنگ زیب کو ہم مبرا کہیں تو ہندوؤں کو تقویت ہوگی۔ ان اعتراضات کے جواب اس کتاب کے عنوان سے غیر متعلق ہونے ہوئے بھی متعلق ہو جاتے ہیں لہذا جوابات ذیل میں دیئے جا رہے ہیں۔

ہم نے اورنگ زیب کے تعلق سے اس کتاب میں جو بحث کی تھی وہ والدین کے حقوق قرآن اور آقا و ائمہ و صلعم کے احکام صحابہ اکرام اور بزرگان دین کے والدین کے تعلق سے طرز عمل

پہلے اعتراض کا جواب

کی روشنی میں کی تھی اور کی ہے۔ کیا کوئی احکام ایسے بتلائے جاسکتے ہیں کہ اللہ اور رسولؐ کے احکام کے خلاف باپ کو تکالیف پہنچانے اور قید کرنے والے کو علیہ الرحمہ کہا جاسکتا ہے؟ کیا کوئی مثال پیش کی جاسکتی ہے کہ کسی صحابیؓ اور بزرگان دین میں سے کسی نے اپنے باپ کو قید کیا تھا حتیٰ کہ والدین مشرک و کافر بھی ہوں تو کیا احکام ہیں؟ قرآن میں جہاں شرک سے رد کیا گیا ہے اس کے ساتھ ہی ماں باپ کی نافرمانی سے بھی منع کیا گیا ہے۔ اکبر مرتد نے اپنے عہد میں دربار میں اسکی تعظیم کے لئے جو سجدہ کا رواج جاری کیا تھا شاہجہاں نے اپنے عہد حکومت میں اسکو موقوف کیا (دیکھو صفحہ ۳۸۶ دربار آصف) بلاشبہ شاہجہاں یعنی اورنگ زیب کے باپ کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے تقریباً ہر تاریخ سے متاثر محل کے انتقال کے بعد شاہجہاں کے شریعت محمدیؐ کی پابندی کے رجحان کا پتہ چلتا ہے کہ وہ حتیٰ المقدور شریعت محمدیؐ کا پابند ہو چکا تھا لہذا باپ کو اذیتیں پہنچانے اور قید کرنے والے کو علیہ الرحمہ کہنا اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکام کی خلاف ورزی اور توہین ہے اور یہی چیزیں مسلمان قوم کے زوال کا باعث ہیں۔

ایک کھلا ذہن مصنف جب تلم اٹھاتا ہے تو صرف اسکے پیش نظر تاریخی واقعات دلائل ثبوت و احکام ہوتے ہیں کسی سے ذاتی خصومت دشمنی عداوت یا مفت کی عقیدت اس کے ذہن میں نہیں ہوتی ہماری قوم جب سے زوال پذیر ہوئی اس کا ایک خاص مزاج بن گیا ہے کہ جس کسی کو چاہے خلاف احکام اللہ و رسولؐ ولی بنا ڈالے اس کے عیوب کو نیکیاں اور بھلائیاں سمجھنے لگے اور جس کسی کو بُرا بنانا چاہے اسکی اچھائیوں کو بھی بُرا اور گناہ سمجھنے لگے۔ سیاست کو مذہب سے علیحدہ سمجھنا ایسے انداز فکر اور ایسے طرز عمل صحت مند رجحان کی نشان دہی کرتے ہیں اور نہ ہی قوم کو زوال کے غار سے نکال کر ترقی کی راہ دکھلا سکتے ہیں۔

اورنگ زیب کا اصلی نام ”محی الدین“ ہے۔ اس کے باپ کو شاہجہاں کا لقب اس کے دادا جہانگیر نے بزمانہ شہزادگی دیا تھا اورنگ زیب کا دادا جو شریقی تھا اپنے آپ کو جہانگیر کے لقب سے مقلد کیا جب باپ کے قید کرنے والے اورنگ زیب کو ولی مانا جائے تو دلالت اور انانیت دو چیزیں یکجا نہیں رہ سکتے۔ باپ کو قید کر کے باپ کو تخت کی زینت نہ سمجھ کر اپنے آپکو اورنگ زیب جکے معنی میں تخت کو زینت دینے والا سمجھ کر اورنگ زیب کا لقب اختیار کرنا اسکی انانیت کا پتہ دیتا ہے۔ ستم بالائے ستم یہ کہ صرف ہندوستان کا بادشاہ ہو کر پورے عالم کا بادشاہ ہونے کا تصور لئے عالمگیر کا لقب مزید اختیار کرنا مزید انانیت کی انتہا ہے

عالمگیر کہلانے کی ستمی صرف ایک ذات رسالت مآب صلعم ہے جن کو رحمت العالمین کہا جاتا ہے اور جن کا لایا ہوا مذہب بھی عالمگیر ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور خصوصاً حضرت عمرؓ کے عہد کے عظیم فتوحات خالد بن ولید کے عظیم المثال جنرل ہونے اور ناقابل تیا س فتوحات حاصل فرمانے کے باوجود کسی نے بھی خود انہوں نے بھی اپنے آپ کو ان القاب سے مقلد نہیں کیا بلکہ ہمیشہ روتے اور باوجود عظیم ہونے کے اپنے آپ کو حقیر کہتے اور سمجھتے رہے بس اسی نکتہ انانیت پر اور نگ زیب کی فرضی دلالت کا بھی خاتمہ ہو کر رہ جاتا ہے اور باپ جو آقا نامدار کے احکام کی روشنی جنت کا صدر دروازہ ہے اس کو قید اور ناراضی کر کے جسکی خوشی میں رسول خداؐ کے فرما لے کے لحاظ سے اللہ کی خوشی اور جسکی ناراضی میں اللہ کی ناراضی ہے اور نگ زیب اپنے آپ کو تخت کی زینت سمجھ کر جنت سے محروم قرار پاتا ہے۔

آخر علیہ الرحمہ اور نگ زیب کیوں؟

طوائف الملکوتی کا دور شروع ہوا۔ مسلمان قوم انتشار کی حالت میں آگئی اور ذہنی توازن کھو بیٹھی۔ انگریزوں کی ریشہ دوانیوں سے مسلمان اور ہندو انراط و تفریط کی بھول بھلیوں کی وادیوں میں گم ہو گئے۔ بس کا نتیجہ یہ تھا کہ انگریزوں کی سرپرستی میں ہندوؤں نے اور نگ زیب اور اسلام پر حملے شروع کر دیئے۔ ۱۹۱۴ء میں سر جادونا تھہ سرکار آئی ای نے اپنے تالیف کا آغاز کیا۔ اب ہم پردیسر سلیم چشتی کے وہ جملے ذیل میں نقل کرتے ہیں جو انہوں نے علامہ اقبال کی رموز بیخودی کی شرح کے ایڈیشن شائع شدہ مارچ ۱۹۴۳ء کے صفحہ جات ۱۲۴ و ۱۲۵ میں لکھے ہیں:-

”ہندوؤں کا تلم حضرت عالمگیر کے خلاف سلسل زہر چکانی میں مصروف تھا۔ چنانچہ عالمگیر اور دین اسلام دونوں کے بدخواہ سر جادونا تھہ سرکار آئی ای نے ۱۹۱۴ء میں اپنی مشہور تالیف ”حیات اور نگ زیب“ کی پہلی جلد شائع کی تھی۔ ۱۹۲۲ء میں اس کتاب کی پانچویں یعنی آخری جلد شائع ہوئی۔ دوسری جلد میں اس نے اپنی اسلام دشمنی کا ایسا مظاہرہ کیا کہ اس پر دیانند بانی آریہ سماج کے شاگرد رشید کا دھوکہ ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس نے اور نگ زیب کے سراغ حیات نہیں لکھے ہیں بلکہ اس کے پردہ میں دین اسلام کو اپنے مطاعن کا نشانہ بنایا ہے“

اس کے بعد آگے چل کر پروفیسر صاحب لکھتے ہیں کہ اس وقت میں طالب علم تھا اور پھر پروفیسر بن جاتے اور رموز بخودی کی شرع لکھنے کے قابل ہونے کے بعد اس طرح لکھتے ہیں :-
 ”مسلمانوں کی بے حسی اور ملی بے حیاتی کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ ابھی تک کسی مسلمان نے اس ناپاک کتاب کا جواب نہیں لکھا ہے اندرین حالات اقبال نے اورنگ زیب کے شیر مارنے کا واقعہ لکھ کر ملت کی طرف سے فرض کفایہ ادا کیا ہے۔“

یہاں قابل غور نکتہ یہ ہے کہ اورنگ زیب کی تعریف کرنے سے اسلام پر کئے گئے سرجادو ناتھ سرکار کے حملوں کی آیا صفائی ہو جاتی ہے کہ اورنگ زیب کا سپہا لیکر سرجادو ناتھ نے اسلام پر حملے کئے اورنگ زیب اسلام کا دوسرا نام نہیں بلکہ اسلام پر ہزاروں لاکھوں اورنگ زیب قربان کئے جاسکتے ہیں۔ مسلمان اورنگ زیب کا پرزیش بھلنے میں اس قدر مصروف نہ ہوئے کہ اسکو علیہ الرحمہ بنا ڈالا جسکو خود پروفیسر صاحب کے جملے ظاہر کر رہے ہیں۔ مسلمان سرجادو ناتھ کی اور ہندوؤں کے زہر چکانی سے اس قدر متاثر ہو گئے کہ علامہ شبلیؒ نے ہندوؤں اور جادو ناتھ کے بارے میں فرمایا۔

انہیں نے دے کے ساری ہٹسی میں یاد دے آنا ؛ کہ عالمگیر ہندو کش تھا ظالم تھا ستمگر تھا دشمنان خدا نے اسلام پر جو الزامات لگائے ہیں اسکی صفائی ہم نے ”شان محمد کیا کہیے ! شان غلامان سن لیجئے“ میں کر دی ہے کہ غلامان محمدؐ کا تاریخی اعلیٰ کردار جو ناقابل انکار حقیقت ہے اسلام کی عظمت کے خدوخال پیش کرتا ہے نہ کہ اورنگ زیب اسلام کا مجسمہ یا نمونہ کہلایا جاسکتا ہے جس نے اپنے باپ کو قید کر کے دینی حکومت حاصل کی اور اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی خلاف ورزی کا مرتکب ہوا۔ ہمارا اعلان ہے کہ سرجادو ناتھ سرکار کی تالیف ہڈیاں گولی سے زائد اور کچھ نہیں ہیں۔ جرمنی کا ایک مشہور مجذوب فلسفی جو اپنے فلسفی واردات کا صحیح اندازہ نہ کر سکنے کے باعث فلسفیانہ انداز سے مقام کبریائی کو سمجھ نہ سکا علامہ اقبالؒ بال جبریلؑ میں اس کے بارے میں لکھتے ہیں :-

اگر ہوتا وہ مجذوب فرنگی اس زمانے میں ؛ تو اقبال اسکو سمجھاتا کہ مقام کبریائی کا ہے اسی طرح اگر آج سرجادو ناتھ سرکار جو انگریزی سرکار کے زیر اثر تعصب کے جادو کا شکار ہو کر اسلام کے خلاف ہڈیاں گولی اور یہودگی میں مصروف تھا اگر آج اس زمانے میں ہوتا تو جمیل اسکو

سمجھا تا کہ مقام اسلام کیا ہے اور اوزنگ زیب کے بارے میں اسکا حقیقی پوزیشن اسکو سمجھا تا کہ اورنگ زیب ہندو کش تھا نہ ہندوؤں کے لئے ظالم و ستمگر تھا جب تعصب کے بخار کی گرمی نے اسکے دماغ پر اثر کیا اور تنگ نظری کا جادو سر جادو نا تھکے سر پر چڑھ گیا۔ تو بقول علامہ اقبال گفتار کے اسلوب پر قابو نہیں رہتا

جب روح کے اندر متلاطم ہوجیالات

اوزنگ زیب ہندو نواز اور اپنوں پرستم غیروں پر کرم کا حامل تھا

اوزنگ زیب اور ہندو :- اوزنگ زیب کے بارے میں یہ کہا کر وہ ہندو کش تھا ہندوؤں کے لئے ظالم تھا ستمگر تھا تاریخ کی روشنی میں یہ ایک غلط پکار ہے اورنگ زیب جس کی رگوں میں باپ دادا کا راجپوت خون شامل تھا ہندو نواز تھا اسکی ہندو نازی کی تاریخ گواہ ہے کہ اس نے ذریعہ فرمائش مندروں کو جاگیرات عطا کئے ان فرمائش کے نقول سنٹرل ریکارڈ تارکانا کہ سے حاصل کئے جاسکتے ہیں اور ہمارے ہاں خود اس کے فولڈ کاپی موجود ہیں۔ مغلوں کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ مغل شہنشاہوں کی پالیسی "اپنوں پرستم غیروں پر کرم" پر مبنی رہی ہے۔

اوزنگ زیب مرہٹے اور راجپوت :- اب رہا اوزنگ زیب نے راجپوت اور لٹیرے مرہٹوں سے جنگیں کیں اور ان کی سر تابی کی تو یہ اپنی سلطنت کی بقا کے لئے ہر حکومت کرتی رہی اور آج بھی کر رہی ہے۔ چنانچہ آج کی حکومت بھی سکھوں سے پنجاب میں برسر پیکار اور سہرے گردوارے (گولڈن ٹمپل) میں فوجوں کو داخل کیا گیا مقامی حکومت کو ختم کر کے صدر راج پر صدر راج قائم کیا جا رہا ہے۔ سیلون (سری لنکا) میں ہندوستانی امن فوج ہندوستانی ہندو ٹامبل باشندوں کو مار رہی ہے اور راہ راست پر لانے میں مصروف ہے کیا اندرا حکومت اور راجو حکومت کو سکھ کش ہندو کش، ستمگر، ظالم حکومت کہا جائے گا؟ نہیں یہ زیادتی نہیں بلکہ سیاست کا عین تقاضہ ہے کہ ملک ایک رہے۔ شتر پسند عناصر اور لٹیروں سے ملک کو پاک کیا جائے تو بس یہی اوزنگ زیب نے کیا تو وہ ہندو کش ظالم اور ستمگر کیسے بن گیا؟ اوزنگ زیب کے چھوٹے بیٹے کام بخش کا بیٹا یعنی اوزنگ زیب کے پوتے محمد حمی الدین نے اوزنگ زیب کی زندگی میں زانی شوہر پوری سے شادی کی جس کے بطن سے ایک لڑکا ہوا جو بمر دس سال مر گیا۔ (دیکھو تاریخ دربار آصف صفحہ ۵۷) اوزنگ زیب کے ایک اور بیٹے محمد معظم کی شادی راجہ روپ سنگھ

کی بیٹی سے ہوتی دیکھو صفحہ ۴۵۰) دربار آصف) خود اور رنگ زیب کی زندگی میں پانچ بیویوں میں سے دو بیویاں لڑا بانی اور بانی اور بیور ہیں برخلاف اس کے سر جادو ناتھ سرکار اور اس کے ہم خیال برادران وطن کو معلوم ہونا چاہیے کہ جب یہ لوگ (آریا) ہندوستان آئے اور حکومت حاصل کی تو یہاں کے اصلی باشندوں کو اس قدر کچلا اس قدر پست کیا کہ ہر مہینہ بناؤں صدیوں مظالم کے آج اٹھانے کی کوشش میں مصلاً لگے ہیں مگر صدیوں کے کچلے کروٹوں ہر مہینہ کہاں آسانی سے اوپر اٹھائے جاسکتے ہیں نتیجہ یہ کہ اسکو رعایتیں RESERVATION دے کر دوسروں کے حقوق پامال کئے جا رہے ہیں۔ ہر یجنوں پر مظالم کی انتہا یہ تھی اور آج بھی اخبارات میں کبھی کبھی دیکھنے میں آتا ہے کہ ان کو زندہ جلادیا جاتا تھا اور جلایا جا رہا ہے۔ مندریں میں آتے سے روکن بادی سے پانی لینے پر ان کے لئے سزائے موت وغیرہ وغیرہ۔ کیا اور رنگ زیب نے ایسا کیا تھا؟ مزید تفصیل ہماری کتاب ”مسلمانوں نے ہندوستان آکر کیا پایا کیا کھویا“ میں ان شاء اللہ ملیں گی۔

سر جادو ناتھ سرکار کی روح اور اسکے ہم خیال برادران وطن کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ ۱۹۴۷ء یعنی آزادی ملنے کے بعد سے اب تک کا دور چالیس سالہ ہے اس عرصہ میں آزادی کے ساتھ پنجاب میں مسلمانوں کی خون کی ندیاں بہہ گئیں ہر وقت فسادات ملک کے طول و عرض میں جسکی تعداد سولہ ہزار سے متجاوز ہے حالیہ میرٹھ کے فسادات اور مسلمانوں کو قتل عام جس کی تفصیلات تعمیر ملت مع تصاویر شائع کر کے عوام کے نظروں میں لارہی ہے۔ بابر مسجد پر قبضہ یہ سب سر جادو ناتھ سرکار کی روح اور ان کے ہم خیال برادران وطن کے لئے مغفوت بن کر ان کا منہ سیاہ کرنے اور منہ چڑانے کافی ہیں۔ خاندان مغلیہ جمیں اور رنگ زیب بھی شامل ہے کے بارے میں تاریخ کی روشنی میں بس یہی کہا جاسکتا ہے ان کی پالیسی اپنوں پر ستم غیروں پر کرم کا دوسرا نام تھی۔

اور رنگ زیب کے تعلق سے اس مسئلہ میں اس سے زائد اس کتاب میں بحث کی گنجائش نہیں۔ مختصراً یہ کہ اور رنگ زیب اپنے باپ دادا کی طرح ہندو لٹاڑ تھا اور اپنے باپ دادا کی طرح ستمگر تھا تو اپنے باپ اور بھائیوں کے لئے باپ اور بھائیوں پر ستم کیے بہر گشت بن کر وہ اللہ اور رسول خدا کا سہنگا رکھا۔ آقائے نامدار صمیم اور قرآن کی روشنی میں اس پر کافی بحث کی جا چکی ہے۔ مقصد صرف یہ ہے کہ موجودہ اور آئندہ میں ماباپ کی فرائض اور عبادتیں۔

از : محمد جمیل الدین صدیقی

مشاہدات عینی

ہر شخص کی زندگی میں ایسے مشاہدات ضرور آتے ہیں مگر وہ اس پر غور نہیں کرتا کہ ماں باپ کی نافرمانی اولاد کو قدرت کیا سزائیں دیتی ہے ہم اپنے تین مشاہدات بیان کرتے ہیں۔

مشاہدہ اول : عباس میرا بچپن کا دوست تھا باپ اس کو بہت چاہتے اور اس کی تعلیم پر بے دریغ روپیہ خرچ کرتے مگر وہ ہر وقت زمانہ طالب علمی ہی سے اپنے والد کی کمزوریوں پر نظر رکھتا اور انہیں حقیر سمجھتا اور سخت مشت کھتا۔ ایک دن اس نے مجھ سے کہا کہ شام کے کھانے پر اس نے باپ کو ان کے منہ پر ہاتھ کر توت پر ایسی ایسی رنائی کہ بہت سیال آنکھوں میں آنسو لئے کھانا چھوڑ کر ہاتھ دسٹر پٹا۔ ہر ایسے گئے میں دیکھ رہا تھا کہ عباس اس کے باوجود ترقی کر رہا تھا بعد ختم تعلیم ابتدائی تقرر ڈپٹی کلکٹر پر ہوا پھر کلکٹر اور کمشنر ہو گیا شادی بھی ایسے مقام پر ہوئی کہ لاکھوں کا مالک بن گیا۔ باپ کے انتقال پر بھی باوجود کہ وہ شرکت کر سکتا تھا شرکت نہ کی اور دفن کرنے کی ہدایت گاؤں سے رولہ کر دی۔ میں ان واقعات کو دیکھتا اور حیران رہتا۔ یوسف عباس کا اکلوتا بیٹا تھا عباس اس کی تعلیم پر بے دریغ روپیہ بہانے تیار تھا مگر اس نے تعلیم حاصل کرنے سے انکار کر دیا اور اب وہ اپنے باپ کا نافرمان بیٹا تھا جس کی نافرمانی اس کے لئے سوا ہاں روح اور قلبی اذیت کا باعث تھی۔ عباس کے والد کو انتقال کے دو تین سال ہی گزرے تھے کہ عباس کینسر کے مرض میں مبتلا ہوا۔ سر دس کے کئی سال باقی تھے تا مرادی کے تالم میں : بیٹا سے چل با اپنے اکلوتے فرزند کی ناہنجاری کا صدمہ دماغ لے۔

مشاہدہ دوم : قادر نے غلط مقام پر عاشقی فرمائی ماں اور باپ نے روکا اور ایک ڈاکٹر کی لڑکی کو بیاہ کر لے آئے قادر نے ماں باپ کی خدمت کی طرف کبھی ترجیح نہ دی بلکہ ہمیشہ روحانی صدمے دینا ہی شیعہ زندگی بنالیا اور بعد شادی بھی ماں باپ کی منع کی ہوئی جگہ اپنی معشوق سے کر لی۔ حالات ایسے پیدا ہوئے کہ ملازمت جاتی رہی۔ جیل میں بچھ ماہ تک زیر حراست رہے۔ معشوق نے ساتھ چھوڑ دیا اور آخر نیرت ایسی آئی کہ وطن بھی چھوڑنا پڑا۔

مشاہدہ سوم : سلیم نے باپ کی مرضی کے خلاف عاشقی رجا کر شادی کر لی اور باپ کو روحانی صدمہ جات ایسے پہنچائے کہ باپ بستر مرگ پر پڑے گئے اور آخر جانبر نہ ہو سکے۔ سلیم کو ایک فرزند تاسم تولد ہوا اور سلیم کی معشوق نے دنیا سے منہ موڑ لیا۔ اب سلیم کے فرزند تاسم نے نہ تعلیم حاصل کی

کہاں کے قابل ہو سے بلکہ غلط مقام پر عاشقی فرما کر باپ سے شادی کر لوں گے کی خواہش فرمائی باپ کے انکار پر بیٹے نے فرمایا آپ نے جو بے دار کی بات کہی ہے۔ شادی فرمائی میں تو آپ سے شادی کے لئے عیادت چاہ رہا ہوں اگر آپ چاہتے ہیں تو آپ کا جو خدا کا نام ہے اور آپ کے گھر کا بھی۔ باپ شادی کر لےئے اور جاہل زندقہ دار اس کی اہلیہ محترمہ کو سب سال ہونے والی اولاد کی پرورش میں لگے ہیں۔ قدرت کی جانب سے ایسی ہے کہ خود شادی کر کے اپنا گھر آباد بھی نہیں کر پاتے البتہ بظنم ہے کہ کھائے جائے۔ اور مشابہت بھی بتلاتے ہیں کہ تو ان سچا ہے اور اس میں رسول بھی ہیں اور ماں باپ کے نامزد کیا ہی میں سزا مل جاتی ہے اور آخرت کا عذاب بھی اٹل ہے۔ کچھ دار اور صاحب نصیب ہیں جو ماں باپ کے فرمانبردار ہیں اور اپنی دنیا اور آخرت سوارنے میں مصروف ہیں۔

۷۷

مصنف کی دیگر کتابیں (صفحہ آخر پر درج چوں پر دستیاب ہیں)

- ۱- مسلمانوں کے زوال کے اسباب علامہ اقبالؒ کی نظر میں (حصہ اول) ہدیہ 2/50
- ۲- علامہ اقبالؒ اور فلسفہ لا الہ الا اللہ و فلانہ محمد رسول اللہ (حصہ دوم) فلسفہ اذان فلسفہ نماز مسجد مسجد باری، ماہ رمضان دہلال غید فلسفہ حج مسلمان اور قرآن ہدیہ 3/
- ۳- مسلمانوں کے تکلیف دہ سربان روح و زوال کا حل قتل ہو اللہ احد (سورہ اخلاص) میں مضمر ہے علامہ اقبالؒ کی ناجواب تفسیر مع دلائل و مثالیں مجاہد اسلام و ہر کان وین ہدیہ 3/
- ۴- مسلمانوں کے زوال کے اسباب میں علامہ اقبالؒ کی نظر میں مسئلہ تقدیر تسلیم و رضائل اور فلسفہ خیر و شر و ظن کا غائب تصور اور ضرورت اتحاد امت محمدیہ اور فلسفہ خیر و شر و ظن کا غائب تصور اور ضرورت اتحاد امت محمدیہ ہدیہ 2/50
- ۵- مسلمانوں کے عہد زوال میں غور و فکر کا رد و حصہ علامہ اقبالؒ کی نظر میں اور تاریخ کے پسند اور ان ہدیہ دو 4
- ۶- مسلمانوں کے عہد زوال میں غور و فکر کا رد و حصہ علامہ اقبالؒ کی نظر میں اور تاریخ کے پسند اور ان ہدیہ دو 4
- ۷- مسلمانوں کے عہد زوال میں غور و فکر کا رد و حصہ علامہ اقبالؒ کی نظر میں اور تاریخ کے پسند اور ان ہدیہ دو 4
- ۸- جہاد اور مسلمان، علامہ اقبالؒ کا نقطہ نظر ہدیہ دو 4
- ۹- بن دستہ ان آکر مسلمانوں نے کیا دیکھا؟ کیا لیا؟ کیا دیا، کیا پایا، کیا کھو یا علامہ اقبالؒ کا نقطہ نظر اور تاریخ ہدیہ 3/
- ۱۰- فلسفہ زندگی اور موت اور علامہ اقبالؒ ہدیہ دو 4
- ۱۱- نشان ختم کیا ہے؟ نشان غلامان سن لیجئے ۱۱ ہدیہ 3/